سید علی احسن صاحب مدظلہ

مینائے سخن

امیر مینائی مرحوم

بسم اللہ تعالیٰ

سلسلۂ دائرہ ادبیہ (۵)

مینائے سخن

مجموعۂ مختصر

از

منشی امیر احمد امیر مینائی علیہ الرحمۃ

باہتمام سیٹھ کیسری داس نول کشور پریس لکھنؤ میں چھپا

اور

دائرہ ادبیہ لکھنؤ نے شائع کیا

قیمت

فہرست عنوانات

دیباچہ مینائے سخن

شعرائے دورِ آخر مین حضرت امیر مینائی اور جناب داغ مرحوم کی ایسی ہستیان تھین جنکو آسمانِ سخن کا آفتاب و ماہتاب کہا جاتا ہے۔ ایک اودھ کے دارالسلطنت لکھنؤ سے نمودار ہوا تو دوسرا پنجاب کے پایۂ تخت دہلی سے جلوہ بار ہوا۔

یہ دونون شہر بھی ہندوستان کی جان اور شرقی تہذیب و تمدن کی آخری روح روان تھے، انکے دورِ حکومت کے ساتھ ہی ساتھ اگرچہ یہ تہذیب بھی فنا ہو گئی تاہم اپنی کچھ ٹوٹی پھوٹی یادگارین چھوڑ گئی ہے جو آج بھی دیدۂ بینا کے لیے درس گاہِ عبرت اور جلوہ گاہِ حسرت ہین انھین یادگارون مین ایک غریب اردو شاعری کا بھی دم تھا جو آج سیاسیات کے

پنجۂ ستم مین گرفتار ہوکر دم توڑ رہی ہے اورجس کی آخری سانسین زبانِ حال سے پیامِ وداع کہہ رہی ہین۔

لکھنؤ اور دہلی دونون کی بربادی کے بعد، ان شیرازون کے کچھ منتشر اوراق کو رامپور کی درباری بیاض مین جگہ ملی انھین امیرؔ و داغؔ بھی تھے۔ دونون آفتاب و ماہتاب کے نمود کمال یا ضیا پاشیون کا وہ سلسلہ شروع ہوتا ہے جسنے شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک، وطن عزیز کے چپہ چپہ کو جگمگا دیا۔

یہ تعصب نہ سمجھا جائے، درحقیقت ان دونون مین آفتاب و ماہتاب کی نسبت ایک حد تک صحیح ہے کیونکہ آخرالذکر کی ذات سے اگر زمین غزل (جسے غالبؔ نے "تنگنائے" سے تعبیر کیا ہے) کسب ضیا کر رہی تھی تو اول الذکر کی ذات تجلّیٔ صفات ہفت اقلیم شعر یعنی تمام اصنافِ سخن پہ یکسان نور پاش و جلوہ ریز تھی۔

غزل کا میدان ایسا تھا جسمین دونون باکمال بدرجۂ مساوی
جوہر شہسواری دکھلا رہے تھے۔ اور یہ شان تھی کہ اگر ایک زمین مین
امیر کا شدیز فکر بازی لے گیا ہے تو دوسری طرح مین داغ کا اشہب خیال
آگے نکل گیا ہے کسی بزم مشاعرہ مین حضرت امیر نے اپنے جوہر دکھا کر
ارباب ذوق کو محو حیرت بنادیا ہے تو دوسری محفل سخن مین جناب
داغ نے اپنے نتائج طبع سے سامعین کو دنگ کر دیا ہے لیکن جب
اس کوچۂ (غزل) سے گذر کر دیگر اصناف سخن مین قدم رکھتے ہین
تو جناب داغ کا اسپ تازی مجروح نظر آتا ہے۔

بیشک! فیاض ازل نے دونون کو جوہر شعر دیا اور فطری شاعر
پیدا کیا تھا لیکن جناب داغ صرف شاعر تھے۔ اور جناب امیر
شاعر بھی تھے، تمام اصناف پر یکسان قادر بھی۔

قصیدے مین امیر کے بعد دہلی مین کوئی نظر آتا ہے تو وہ مرحوم

ظہیر دہلوی کی ذات بھی نعت اور دیگر اصناف کلام، رباعیات، قطعات ترجیع بند، ترکیب بند، مخمس، مسدس ورواسوخت وغیرہ کو لیجیے تو ان مین حضرت امیر کا مرتبہ ہی فائز و برتر نظر آئے گا۔

مراۃ الغیب، صنم خانہ مین قصائد امیر موجود شاہد عادل ہین نعت مین جناب امیر کا ایک مستقل دیوان پایئے گا جسکے مقابل فریق ثانی کے کشکول مین صرف چند غزلین ملینگی۔ رباعیات، قطعات تاریخ مسدس وغیرہ کا امیر کے یہان اگر خرمن خروار ہوگا تو داغ کے یہان خوشہ، ان اصناف پر جناب داغ نے طبع آزمائی ضرور کی ہے اور دواوین مین ذخیرہ ملتا ہے مگر وہ صفات اور وہ خوبیان نہین جو غزل مین ہین اور امیر کے مقابلہ مین توازن قائم نہین رہ سکتا۔

واسوخت بھی ممکن ہے کہ جناب داغ مرحوم نے کہا ہو مگر حضرت امیر کے یہان مستقل سرمایہ موجود اور آپکے پیش نظر ہے۔

یہ واسوخت اگرچہ کئی بار شائع اور مقبول ہوئی۔ تاہم اور کلام کی
طرح قبول عام اور شہرت عام حاصل نہوئی۔ اسکا سبب اوّل تو انکی کمیابی
تھی دوسرے جس شان سے چھپنا چاہیے تھا نہ چھپی تیسرے خود مصنفؒ
نے بھی زمانہ کی رفتار دیکھ کر انکو گلدستۂ طاق نسیان بنا دیا۔ اور زمانہ نے
بھی حافظہ سے بھلا دیا مگر اب لکھنؤ کی مشہور مجلس ادب "دائرہ ادبیہ" اس
مجموعہ کو منظر عام پر لاتی ہے۔

اساتذۂ اردو کے نایاب جواہر پاروں کو بربادی اور ندر کساد بازاری
ہونے سے بچانا بھی دائرہ نے اپنا ایک فرض قرار دیا ہے جسکی قسط اولیٰ
وہ آج پیش کرتا ہے اور امید دلاتا ہے کہ ابھی بہت کچھ کرنا ہے اس سلسلہ
کی پہلی کڑی "مینائے سخن" یعنے حضرت امیر مینائی کا یہ مجموعۂ واسوخت ہے
شاعری کی اس صنف خاص میں اور اساتذۂ قدیم نے بھی حصّہ لیا ہے
چنانچہ ہمارے میر صاحب بھی اس میدان میں آئے ہیں لیکن جو مقبولیت

اور رہبر دلعزیزی و خداداد شہرت قلق و امانت کے ہاتھ آئی وہ کبھی نہ پائی اتفاق یہ کہ دونون باکمال لکھنوی ہین دہلی سے کوئی واسوخت اس شان کا نہ نکلا جو اتنا خراج تحسین اور شغاے قبول حاصل کرتا اور انکے مقابل پیش کیا جاتا اگرچہ حضرت امیر کے زیر تذکرہ واسوختون کو بھی وہ مرتبہ نہ میسر آیا تاہم امیر کے اور کلام کی طرح یہ بھی قابل قدر ہین اور انکی اشاعت ہرگز بے محل و بیکار نہین سمجھی جاسکتی اسکی وجہ مین آگے بیان کرونگا۔

یہ سچ ہے کہ مغرب کے اثرات اور حکومت کے انقلاب نا طرز عمل نے مطلع سیاست کو اسقدر غبار آلود کر دیا ہے کہ اسکا اثر طبائع اور مذاق پر بھی پڑا۔ وقتی جذبات، اور ہنگامی ضروریات، حیات کے لحاظ سے بادی النظر مین مینائے سخن کی اشاعت شاید ضروری و قابل قدر نہ خیال کیجائے لیکن یہ ملک کی سخت غلطی اور اسلاف کے

بیش بہا نتائج افکار کے لیے یقیناً تباہ کن غلطی ہوگی۔
آج مصر و بیروت کی علمی دنیا ہی مین نہین بلکہ تمام یورپ (جرمنی،
فرانس، برطانیہ) و امریکا تک مین قدیم ایشیائی شعرا بالخصوص عرب
اور شعرا جاہلیت کا نایاب کلام بیحد کوشش و تلاش کے بعد خاص
اہتمام سے شائع کیا جاتا ہے مستشرق قدردان ذوق و شوق سے
دست طلب بڑھائے رہتے ہین ارباب علم و ادب محنت و
دماغ سوزی سے مرتب کرتے ہین۔ مقدمے و رحواشی لکھتے ہین
حلّ الفاظ، اور فٹ نوٹ سے ترتیب دیتے ہین متعدد نسخون سے
مقابلہ کرکے غیر معمولی صحت اور حد درجہ اہتمام سے کام لیتے ہین
عمدگی طباعت و نفاست کاغذ کو ملحوظ رکھتے ہین مصارف کثیر
کے متحمل ہوتے ہین اور اسے زبان و علم ادب کی بڑی خدمت سے
تعبیر کرتے ہین۔ گو انہین کثرت سے ایسے اشعار کا ذخیرہ بھی ملتا ہے

جسکا لنگر موجودہ تہذیب و شایستگی نہین سنبھال سکتی۔

لہذا اردو زبان کے ایک مستند استاد کا وہ مجموعۂ واسوخت جواب کمیاب بلکہ نایاب ہو گیا ہے پیش کرنا بھی زبان اور اُردو علم ادب کی بڑی خدمت ہے اور جو اس خدمت کو جالاے وہ بلاریب ملک و قوم کی طرف سے شکریہ کا مستحق قرار دیا جائیگا۔ لہذا میں ج ادارہ ادبیہ کو اس احساس پر مبارکباد دیتا اور دعا کرتا ہون کہ خدا کرے دائرہ کی یہ سعی مشکور ہو اور وہ اس سے بہتر خدمت کے لیے آیندہ اپنے آپ کو ثابت کر سکے آمین!

نیاز کیش

محمد حسین محوی صدیقی

پروفیسر ادب، جامعہ الٰہیہ کانپور

مقدّمہ

واسوخت مین شاعر ابتدا اگر اپنی بیگانگی عشق و محبت سے پھر گرفتار بلا
ہونا بیان کرتا ہے پھر کسی محبوب پر فریفتہ ہوتا ہے اور ایک مدت تک
مصائب و آلام فراق جھیل کر کامیاب وصال ہوتا ہے چندروز
مسرور رہتا ہے پھر اغیار یا اقربا سے معشوق مخلل انداز ہوتی ہین اور
محبوب کج ادائی کرنے لگتا ہے عاشق کو یہ بات ناگوار ہوتی ہے وہ
معشوق سے ازراہ طنز و تشنیع کہتا ہے کہ تجھ سے زیادہ حسین تلاش
کرونگا جو میرا مطیع ہوگا اور ہر وقت میری ارادت مین مصروف رہیگا
اُس وقت تو شرمندہ ہوگا اور اپنے جور و جفا پر نادم غرض شاعر انھین
مضامین کو طول دیکر واسوخت کو تمام کرتا ہے

فارسی مین وحشی یزدی نے واسوخت کی ابتدا کی اور غالباً اُسی پر اس مضمون کا خاتمہ بھی ہوگیا کیونکہ کسی اور شاعر کا فارسی واسوخت دیکھنے مین نہین آیا۔

اُردو زبان مین پہلے پہل واسوخت سلطان عالم واجد علی شاہ بادشاہ اودھ کے عہد مین امانت لکھنوی نے پھر ماری لال نے لکھا، اُسکے بعد تقلیداً اور شعرانے بھی چند واسوخت لکھے مگر اب عرصے سے یہ مضمون متروک ہوگیا ہے،

اس مجموعہ مین چھ واسوخت نتیجہ فکر سخنورِ عالی نظر حضرت امیر مینائی علیہ الرحمۃ ہین استاد امیر بڑے پایہ کے شاعر تھے آپ ۱۶ شعبان ۱۲۴۴ھ روز دوشنبہ کو بعہد نصیر الدین حیدر بادشاہ اودھ بیت السلطنۃ لکھنؤ مین پیدا ہوے۔
درسیات کی تحصیل علماء فرنگی محل اور دیگر علماء نامور مثل حاجی مفتی محمد سعد اللہ صاحب مرحوم مرادآبادی کی خدمت مین کی تھی قبل غدر ۱۸۵۷ء ایک دیوان مرتب

فرمایا تھا جو اُس ہنگامے مین تلف ہو گیا، دربار شاہی مین بھی رسائی تھی،
بعد ایام غدر ۱۲۷۵ھ مین نواب یوسف علیخان بہادر تخلص ناظم مسند آرای ریاست
رامپور نے طلب فرما کر حاکم دیوانی جس کا لقب مفتی عدالت تھا مقرر کیا۔
نواب ناظم کی رحلت کے بعد اُنکے فرزند اور جانشین خلد آشیان نواب
کلب علی خان بہادر نے بہت کچھ قدر دانی فرمائی اور تلمذ اختیار کیا۔ ۴۲
برس رامپور مین جناب امیر نے عزت و آبرو اور عیش و راحت کے ساتھ بسر
کیے، آخر مین حسب الطلب فرمان فرمائے دکن ۱۰ جمادی الاولی سنہ ۱۳۱۸ھ
کو وارد حیدرآباد ہوے اور ایک مہینے نو روز کے بعد بتاریخ ۱۹ جمادی الآخر
سنہ ۱۳۱۸ھ شہر مذکور مین انتقال فرمایا،

نہایت نیک نہاد، متقید، متواضع بزرگ تھے، آج تمام ہندوستان انکو فن شعر مین
استاد کامل مانتا ہے، علاوہ دیگر تالیفات و تصنیفات کے تین دیوانون کے مالک ہین جناب
باری عز اسمہ داخل فردوس برین فرمائے چند شعر منتخب کے اس مقام پر بطور نمونہ درج ہوتے ہین،

الحذر جوشش جنوں سلسلہ جنباں پھر ہے
الاماں خاطر ناشاد پریشان پھر ہے

دامن بادیٔ وحشت مرا داماں پھر ہے
جادۂ دشت مرا چاک گریبان پھر ہے

موج اشکوں کی نظر آتی ہے زنجیر مجھے
پیچ تقدیر کا ہے طوق گلوگیر مجھے

تنگ ہوں شہر سے الفت ہے بیاباں سے مجھے
نقصان ہوتا ہے گلگشت گلستاں سے مجھے

اپنے کپڑے نہیں کم خانۂ زنداں سے مجھے
طوق وحشت نے پہنایا ہے گریباں سے مجھے

حلقے آنکھوں کے نہیں ضعف کی تصویریں ہیں
جسم لاغر میں رگیں جتنی ہیں زنجیریں ہیں

شدت گریہ سے اشکوں کی فراوانی ہے
کشتی چرخ فلک کشتی طوفانی ہے

شور زنداں سے سعی سلسلہ جنبانی ہے
آہ پر درد کہ زنجیر پریشانی ہے

تیغ افغاں جو کھنچے شرم سے بجلی کٹ جائے
شور نالوں کا سنے رعد کلیجہ پھٹ جائے

حررہ العبد المذنب محمد حسن اللہ خاں ثاقب پروفیسر (سابق مدیر قند پارسی)
وکٹوریا کالج گوالیار - ۱۴ - نومبر ۱۹۱۹ء

بانگ اضطرار

۱۲۸۴ھ

یاد ایام کہ شوخی کا یہ انداز نہ تھا — جلوۂ حسن ادا حوصلہ پرداز نہ تھا

شمع فانوس بیان شعلۂ آواز نہ تھا — اک جہان کشتۂ تیغ نگہ ناز نہ تھا

آنکھیں خونریز نہ تھیں خنجر قاتل کی طرح — لوٹتے تھے دل عشاق نہ بسمل کی طرح

پانوں پردے سے نہ نکلا تھا تمھارا باہر — صورت آئینہ تھے خانہ نشین شام و سحر

صحن تک بھی تمھیں دالان سے آنا تھا سفر — ڈرتے ڈرتے کبھی جاتے تھے اگر جانب در

دیدۂ نقش قدم سے تمھیں تاک جاتی تھی — دیکھکر سایے کو ہمراہ جھجک جاتی تھے

آگہی زیب سے تھی تم کو نہ زینت سے خبر — مسی ملنی کا نہ لپکا تھا نہ سرمے پہ نظر

ہاتھ مہندی سے نہ تھے پنجۂ مرجان اکثر — آتش رنگ حنا سے نہ جلاتے تھے جگر

دامن لطف تلک دسترس شانہ نہ تھا — آئینہ پرتو عارض سے پری خانہ نہ تھا

بوی عارض سی معطر نہ تھا یون گلشن دہر
نہ اُگلتے تھے کبھی افعی گیسو یون زہر

قلزم حسن سی اٹھتی تھی نہ بیداد کی لہر
شہرۂ ماہ رخ صاف نہ تھا شہر بشہر

جان آفاق نہ تھی عاشق دلگیر جمال
کھنچ کے جاتی تھی نہ ہر شہر مین تصویر جمال

سیکڑون آئینہ حسن کے حیران کب تھے
لاکھون گیسوی پریشان کی پریشان کب تھے

اتنے وحشت زدۂ نرگس فتان کب تھے
اسقدر مشتری سیب زنخدان کب تھے

کوچہ یون آٹھ پہر مصر کا بازار نہ تھا
تم تو یوسف تھے مگر کوئی خریدار نہ تھا

کون تھا میری سوا چاہنے والا صاحب
خانگی ماہ تھے تم اور مین ہالا صاحب

میری چاہت سی ہوا رتبہ دوبالا صاحب
میری بدنامیون سے نام نکالا صاحب

فکر کی مینے بہت حسن مین تب طاق ہوے
نئے مضمون کیطرح شہرۂ آفاق ہوے

سیر تیمکو نظر تھی نہ تماشے پہ نگاہ
شکل یوسف کبھی دیکھی نہ تھی بازار کی راہ

ماہتابی پہ نہ چڑھتے تھے کبھی شام وپگاہ
بلکہ خورشید نے دیکھا تھا نہ سایہ اے ماہ

شوخیان طبع مبارک مین نہ زنہار تھین
کھڑکیان گھر کی کبھی جانب بازار نہ تھین

روز ہوتی تھی نہ یون پھولونکی زیور کی خرید ‏— خزّ و دیبا کی پئے جامہ تھی قطع و برید
اک جہان گو کہ تھا مشتاق بزنگ مۓ عید ‏— پر نہ حاصل تھا کسی کو مزۂ گفت و شنید
صبح ہوتی تھی نہ یون اہل غنا شام کو وقت ‏— قصہ گو یونکو بلاتی تھے نہ آرام کی وقت

اب جو ہر بات مین یکتا ہوی ماشاء اللہ ‏— عربدہ جو ستم آرا ہوے ماشاء اللہ
مائل سیر و تماشا ہوے ماشاء اللہ ‏— غیر ہم غیر احبّا ہوے ماشاء اللہ
جگمگھٹے آپکی محفل مین پڑے رہتے ہین ‏— منتظر ہم پس دیوار کھڑے رہتے ہین

یہ نہ سمجھے تھے کہ ہوگی یہ قیامت ہم پر ‏— امتحان دم شمشیر عداوت ہم پر
غیر لوٹینگے مزے آئیگی آفت ہم پر ‏— ظلم و جور و ستم و خواری و ذلت ہم پر
کچھ ہوا خیر تھا کچھ اور گمان درویش ‏— قہر درویش بہ جان درویش

دل مین سوچو کہ طرحدار بنایا کس نے ‏— دلربا دیکھئے دل ای یار بنایا کس نے
اس طرح کا تمھین عیار بنایا کس نے ‏— سارے معشوقون کا سردار بنایا کس نے
کب سلیقہ تھا تمھین زینت و زیبائی کا ‏— کس کی صدقی مین یہ شہرہ ہوا رعنائی کا

سارے احسان مرے نام خدا بھول گئے | بیوفائی پہ چلے راہ وفا بھول گئے

ذائقہ مہر کا الفت کا مزا بھول گئے | پچھلی باتون کو تم اے ماہ لقا بھول گئے

اب تو دل اور دماغ اور ہی شان اور ہی ہے | آن بان اور زبان اور بیان اور ہی ہے

رات دن صحبت اغیار ہے اللہ اللہ | گھر مین ہنگامہ بازار ہے اللہ اللہ

دل ہین پامال وہ رفتار ہے اللہ اللہ | دم نکلتے ہین وہ گفتار ہے اللہ اللہ

آئین احباب قدیمی یہ اجازت ہی نہین | کنگھی چوٹی سے کسی دم تمہین فرصت ہی نہین

عام چاہت ہوئی اب عشق کی بیمار ہین سب | درد دل درد جگر سوز دروں خشکی لب

گرم بازار ادا سر بطبیبون کے مطب | آنکھین بیمار رونگی ہین شربت دیدار طلب

خوش دواساز ہین بن گئی ہی عطارونکی | ڈولیان روز چلی آتی ہین بیمارونکی

کوئی جانباز ترے کوچے سے اب اٹھتی ہین | جابجا بیٹھے ہوے نام ترا رٹتے ہین

خنجر ناز سے لاکھون کے گلے کٹتے ہین | شربت مرگ کی پیاسون مین قدحے بٹتے ہین

خون تیرسون کی روان کب صفت آب نہین | کس سحر کوچہ ترا مسلخ قصاب نہین

روز چھپ چھپ کے چلے آتی ہین غیرونکے پیام
کشتیان بھیجین لگکے بھیجین کرتی ہین سلام

ایسی ہوتی ہین اشارونمین لگاوٹ کی کلام
حال آئینہ ہی چاہون تم کہون نام بنام

خط یہ خط آتی ہین پوشیدہ نہین یا روکی
بیٹھے رہتے ہین کبوتر تری دیوارونپا

رات دن صحبت اغیار رہا کرتی ہے
بزم مینہین لوگونسے بازار رہا کرتی ہے

طبع تم سے مری بیزار رہا کرتی ہے
گرد غم بیچ مین دیوار رہا کرتی ہے

خیر کیا واسطہ بہتر ہوا گر جورسی تم
تارا تم ٹھواؤ یہ بیجا کسی مزدے سے تم

ہے الجھی ہوئی گفتار - ذرا اور سنو
ہے اکھڑی ہوئی رفتار - ذرا اور سنو

بیرخی ہم سے یہ ہربار - ذرا اور سنو
ہم رکاوٹ کے سزاوار - ذرا اور سنو

دور غمزے ہین یہ سرکار کی انائی کے
ایسی چالین ہین صاحب کسی ہرجائی کے

خیر تمکو جو نہین پاس ہمارا صاحب
بحر الفت سے کیا ہمنے کنارا صاحب

نہین وابستہ اگر دل ہی تمھارا صاحب
سلسلہ قطع ہی کب ہے یہ گوارا صاحب

آپکے دلمین محبت کا اگر نام نہین
خوش رہو خوش رہو بندی کو بھی کچھ کام نہین

بیبلا تم ہو تو ہین ایک بلاکش ہم بھی
برق وش تم ہو تو پرکالۂ آتش ہم بھی

تمکو پروا نہین تو تم یہ نہین غش ہم بھی
ڈھونڈھ لینگے کوئی محبوب پریوش ہم بھی

دل ہی بلبل تو کہان چھپے گلزار نہین
پانؤن مین لنگ نہین ملک خدا تنگ نہین

بہر غواص عدن مین در غلطان لاکہون
پھول گلشن مین بہت قاف مین پریان لاکھون

دل ہی بنیا ہی جو منظور تو خواہان لاکھون
ماہ رو زہرہ جبین مہر درخشان لاکھون

جگمگاتا کون ہی جا ماہ جبینون کا نہین
شہر آباد ہی کچھ کال حسینون کا نہین

تو سہی ناک مین دم ہو یہ ستاؤن تمکو
شمع رو ایسا نکالون کہ جلاؤن تمکو

آنکھین کھلجائین وہ خورشید دکھاؤن تمکو
اشک بن جاؤ تو نظرون سے گراؤن تمکو

نہ ملون کلمی خوشامد کی جو ارشاد کرو
بھول جاؤن تمھین ایسا کہ بہت یاد کرو

ڈھونڈھکر کوئی طرحدار نکالون ایسا
تم بھی دیکھو تو کہو صل علی صل علے

ذرۂ تم سامنے اسکے ہو وہ خورشید لقا
کرنما جیسے کہ خورشید کی پہلو مین سہا

فخر خوبان جہان جیت بھی جا لاک بھی ہو
اپنے غمزے کی طرح قاتل بیباک بھی ہو

چاند سا چہرہ شب کو دکھائے تمکو | کرم شب تاب کے مانند اڑائے تمکو

گرم صحبت ہو تو ہنس ہنس کی بڑائے تمکو | آپ تو برق بنے ابر بنائے تمکو

سامنی اُسکے کہاں دانش و فرہنگ سے بات | صورت غنچہ نکلی دہن تنگ سی بات

دام مین لائی تمھین گیسوی پیچان اُسکا | کنوین جھنکولے تمھین چاہ زنخدان اُسکا

داغ دی چاند سا رخسارۂ تابان اُس کا | طوق ہو تمکو سہ تو سا گریبان اُس کا

عرقِ شرم حضو گل رخسار آئے | سر جھکا لو جو نظر ابروی خمدار آئے

کان کھلجائین کرو آنکھ کی شوخی جو نظر | آنکھین پتھرائین جو کانونکی نظر آئین گہر

ہونٹھ کاٹو جو پڑے آنکھ لب لعلین پر | نیست کر دے تمھین نظارۂ عنقا کی کمر

رنگ فق ہو شکم صاف کے نظارے سے | حلقے آنکھونمین پڑین ناف کے نظارے سے

زلف پیچ کرے تمکو گرفتار رسن | کنوین مین ڈوب مرو دیکھ کی وہ چاہ ذقن

تنگ جینے سی ہو ہنگام تماشائے دہن | صبح کر دے جو نظر آئے بیاض گردن

کھینچے نشتک صف ترکانکی خلش خار بدن | آتشین چہرہ لٹائے تمھین انگار دہن

دل کو دھچکا ہو کمر کی جو لچک آنے نظر / دم پھڑک جاے جو نتھنوں کی پھڑک آنے نظر

درد دل چمکے جبین کی جو چمک آئے نظر / تم سی کٹ جاؤ جو گیسو کی لٹک آنے نظر

سینہ صاف جو سر مشق تصور ہو جائے / شکل آئینہ ہو سکتہ یہ تحیر ہو جائے

دیکھو وہ لعل سی زیب تو شامت آ گئے / سرمگین چشم سی آنکھوں مین اندھیرا چھائے

زلف کج تمکو مقدر کی کجی دکھلائے / راستی قامت موزون کی قیامت ڈھائے

بیکلی دل مین ہویدا جو کلائی دیکھو / کیا ملو ہاتھ جو وہ دست حنائی دیکھو

کبھی کبادہ جو ہو رقص پہ وہ مایۂ ناز / ایسی بجھ جاؤ کہ تم فرش بنو یا انداز

شمع سان پھوٹ بہو دلین پیدا ہو گداز / نیش عقرب ہو تمھین جنبش مژگان دراز

خشم آلودہ نگہ زہر کا دے جام تمھین / سانپ بن بنکی ڈسے زلف سیہ فام تمھین

گر برین اشک جو آنکھین کبھی آنکھوں سی ترین / پھول سی چھری سی لالے تمھین جینے کے پڑین

باتین رنگین وہ کری منہ سی گل تر جھڑین / خار ہو تمکو یہ پھانسین دل نازک مین گڑین

سرو سا جو قد راست دکھائے تمکو / خوب رسوا کرے جھنڈی پہ چڑھائے تمکو

ایسے آوازے کسی پل نہ سکیں آپکے لب | پھبتیاں ایسی کہو تم یہ کہ چھپا جائیں وہ سب

گر میون پر اگر آجائے نہیں جائے عجب | بھاگتے راہ نہ پاؤ وہ گرے برق غضب

گرم فقرہ اسی ہر وقت موزون سوجھے | قافیہ تنگ کرے تمکو نہ مضمون سوجھے

میلے ہوتے ہیں بہت شہر مین بھاری بھاری | جاتی ہین سارے حسین کر کے وہان طیاری

شہر امڈا ہوا ہر سمت سے سڑکین جاری | کثرت ایسی کہ زمین بوجھ سے جسکی عاری

امرا جتنے ہین سب سیر کنان ہوتے ہین | عشقبازونکے بھی انبوہ وہان ہوتے ہین

ایکی جاؤ گے کہین ہوکے جو گاڑی پہ سوار | اسکو بھی لائینگے اس میلے مین ہم کرکے سنگار

دیکھین ہوتا ہے دل آفاق کا کس گل پہ نثار | بندھتی ہے کسکے حضور اہل تماشا کی قطار

تو سہی کوئی نہ پوچھے تمھین گا مین انکو | تالی بج جائے بہت خوار ہو بغلین جھانکو

بس امیر اب نہین باقی ہے شکایت کا مقام | دیکھو کس رنگ سے کرتی ہین وہ ملنی کا پیام

غمزہ کہتا ہے کہ اب غیر کا ہم لینگے نہ نام | آئیے آئیے سے ہے چشم سخنگو کا کلام

تھا جو اندیشہ تمھارا وہی اب کام آیا | چپ ہو چپ ہو لو صلح کا پیغام آیا

واسوخت اردو

آج اک سانحۂ تازہ بیان کرتا ہون
شعبدہ عشق فسونگر کا عیان کرتا ہون
سختی جادۂ الفت کو فسان کرتا ہون
تیز اس سنگ سی شمشیر زبان کرتا ہون
کتنی دل جلتی ہین یا ٹھتی ہین شرارے کیا کیا
روز لاتا ہی غم عشق حرارے کیا کیا

شاد کتنے تھے زمانے مین کہ ناشاد ہوے
خانمان کتنے تھے آباد کہ برباد ہوے
قیدی دام جنون کتنے پریزاد ہوے
کتنے ماتھے یہ الف کھینچ کے آزاد ہوے
کتنی وحشت مین لگی خانۂ زندان کی طرف
کتنی آوارہ وطن ہو کی بیابان کی طرف

تلف زر کے قرینے ہوے کیسے کیسے
صرف بگڑودہ خزینے ہوے کیسے کیسے
جمع اس آگ سی سینے ہوے کیسے کیسے
غرق دریا مین سفینے ہوی کیسے کیسے
آگ مین کود پڑے کھینچ کے نالے کتنے
چاہ مین ڈوب مرے چاہنے والے کتنے

بن گیا جسم پہ گل کھا کے گلستان کوئی
جل کے داغون سے ہوا سر و چراغان کوئی

بخیۂ غم سے ہوا چاک گریبان کوئی
جوش وحشت مین گیا سوے بیابان کوئی

رنگ الفت نے عجب لیتی ہے کروٹ بدلا
قبر سے قصر جنازے سے چھپر کھٹ بدلا

کوئی جنگل مین کہین زیر شجر روتا ہے
سر کو ٹکرا کے کوئی کوہ پہ جی کھوتا ہے

جا کے دریا پہ کوئی اشک فشان ہوتا ہے
کوئی چادر سے لپیٹے ہوے منہ سوتا ہے

بلبلونکا کوئی ہمدم ہے گلستانون مین
ہمقدم کوئی غزالون کا بیابانون مین

ہر جگہ عشق کی ہے چال نئی ڈھال نئی
اس گلستان مین ہوا چلتی ہے ہر سال نئی

جب نظر کیجیے اس قرعہ کو ہے فال نئی
یہ وہ چوسر ہے کہ ہر ہاتھ ہے یان چال نئی

پانچ تین سین کرو غور تو پو بارہ ہین
تین کانے بھی اگر آئین تو اٹھارہ ہین

کون معشوق ہے ایسا کہ وفا کرتا ہے
کون حق مہر و محبت کا ادا کرتا ہے

جو حسینونمین ہے وہ جور و جفا کرتا ہے
بیگناہون کو گرفتار بلا کرتا ہے

خود نما ہین متلون ہے طبیعت انکی
چند روزہ ہے ملاقات غنیمت انکی

گاہ بیگاہ کرین یہ جو عنایت کی نظر
فی الحقیقت ہی وہ نیزہ کی سنان بھر جگر

میٹھی باتین بھی کرین یہ لب شیرین سی اگر
تلملاؤن کو وہ ہی میٹھی چھری سی بدتر

دین جو حلوا تو ہلاہل کے برابر سمجھو
دم جو الفت کا بھرین یہ دم خنجر سمجھو

بیوفا طرفہ محبت کی سزا دیتے ہین
خاک مین دل کی تمنا کو ملا دیتے ہین

بیٹھے بٹھلائے نیا روگ لگا دیتے ہین
ہو فلاطون بھی تو دیوانہ بنا دیتے ہین

سنگ ہی ہین یہ صنم سابقہ ڈالی نہ خدا
اپنی بندون کو کری انکے حوالے نہ خدا

دل اسی اقرار پہ لیتی ہین کہ ہم ہین فدا
لیکے دل پھر نہین دیتی ہین یہ کچھ جز آزار

پہلی وہ آنکھ ٹپکتا ہو جس آنکھ سی پیار
پھر وہی آنکھ ستم پیشہ جفا جو خونخوار

[illegible] مین لگاوٹ نہین میل نہین
ان تلون کو جو کرو غور کہین تیل نہین

مجھکو آیا ہی اسی طرح کا اک سانحہ پیش
کیا بیان اسکا کرون نہین کہ جگر غم سی ہی ریش

سچ ہی پیش آتا ہی آخر کو جو ہی کردہ خویش
قہر درویش تھی دست بجان درویش

کام بن سمجھے ہوے جو ہی برا ہوتا ہے
پھر جو ملیے کف افسوس تو کیا ہوتا ہے

اب سنو شرح کہ معشوق ملا ایک حسین | ماہ پیکر بت خورشید لقا زہرہ جبین
جسکے سجدے کی لیے ترک فلک سر بزمین | حسن فرخی مین جواب اسکا زمانی مین نہین
حور کو آئینہ حسن سے حیرت ہوجائے | سایا اسکا جو پری دیکھے تو وحشت ہوجائے

برق پر برق گرائے وہ شرارت اُسمین | گرمیان شعلے کی سیماب کی خصلت اُسمین
نازکی وہ کہ سوا گل سی نزاکت اُسمین | ماہ کنعان مین کہان ہے جو صباحت اُسمین
گردش چشم فسون ساز غضب چکے دے | بوٹی بوٹی کی پھڑک جان کو بسمل کردے

کون ہی نذر جو کرتا نہین اُسکو دل و دین | ساکن دیر و حرم کوچے مین اُسکی ہین مکین
اپنی مذہب کا کسی قوم کو اب پاس نہین | بندۂ عشق مجازی ہین تمام اہل یقین
شیخ سی وہ جو کہے تارک ایمان ہوجائے | برہمن ایک اشارے مین مسلمان ہوجائے

دل کیا نذر کیا جس کو اشارا اُس نے | غم مین ڈوبا وہ کیا جس سی کنارا اُس نے
سیکڑون کو نگہ ناز سے مارا اُس نے | تیغ کے گھاٹ ہزارون کو اُتارا اُس نے
تیغ ہی ابروے پرخم تو قد تیر بھی ہے | قدر انداز بھی ہی صاحب شمشیر بھی ہے

لب شیرین کا وہ عالم ہے کہ شیرین ہے فدا — لیلیٰ زلف سے لیلیٰ بھی ہے زنجیر بپا
شکل یوسف جو کبھی سامنے آئی تو کہا — سامنا میرا ہی حسن پہ اچھا اچھا

شان اللہ کی اللہ خدا کی قدرت — آپ بھی آتنی ہوے واہ خدا کی قدرت

یاد پیشانی کو دیکھے تو جھکے سر بسجود — کہکشان کو ہے فقط مانگ کی نسبت سے نمود
خال ہندو کا ہوا گلشن عارض میں ورود — سونگھکر بو پڑھے مومن کی طرح کیون نہ درود

دل سیہ روکے کتابی پہ نمایان دیکھو — طفل ہندو بھی ہوا حافظ قرآن دیکھو

ماہ نو ابرو پہ خم کو جو کہیے تو بجا — خلق مشتاق ہر اک شہر میں انگشت نما
دیکھنے والون کو ہووے طلب آب و غذا — پیاس کی ہے نہ انھین گرسنگی کی پروا

دور گردون سے عجب رنگ جہان دیکھا ہے — روزہ دارون نے ہلال رمضان دیکھا ہے

صف مژگان نہین مستونکی برابر ہے نشست — نرگس مست کے بیٹھے ہین قدح دست بدست
ذکر رندونکا تو کیا بلکہ ہین زہاد بھی مست — جو خرابات جہان مین ہے وہ ہے بادہ پرست

مے مستی ہے یہ دو جام بھرے رہتے ہین — طاقون مین کعبہ ابرو کی دھرے رہتے ہین

زلف کو مشک جو کہتے ہین وہ کرتے ہین خطا — خلقت آہو سے ہے اسکی یہ ہے آہو سے جدا
دیکھے لیلے اُسے مجنون کی طرح ہو سودا — پردۂ شب مین وہ اللہ سے مانگے یہ دعا
جوشِ سودا مین موافق مری تدبیر رہے — یا الٰہی مری گردن مین یہ زنجیر رہے

جسم ہے گوش تو تنکے موئے مژہ تو آن ابرو — رنج پیدا جو ہوا اسنے وہ پھیلا ہر سو
اور ایک لفظ کی ترکیب سناؤن دیکھو — الف بینی و بائے لب و لام گیسو
ضم ہون یہ حرف تو ترکیب بلا ہوتی ہے — یہ بلا کب عاشق سے جدا ہوتی ہے

سینہ صاف ہے آئینہ کی صورت روشن — دانت موتی کی لڑی ایسی نہین جاے سخن
وقت گفتار جو ہنس پڑتا ہے وہ غنچہ دہن — سینے مین ہوتے ہین انکے گہر عکس فگن
واہ کیا حسن دکھاتا ہے گلے مین مالا — موتیون کا نظر آتا ہے گلے مین مالا

وصف موے کمر لکھ نہین سکتا ہے قلم — بعض کہتے ہین اُسے جادۂ اقلیم عدم
موشگافون سے جو پوچھو تو کہین کھا کے قسم — ابھی اس معنی باریک سے واقف نہین ہم
فہم معنی جنھین حاصل ہے وہ چپ رہتے ہین — ”کچھ نہین کچھ نہین“ کہتے ہین تو یہ کہتے ہین

دیدۂ ناف مین ہی موئے کمر تار نظر | یا کوئی ناف کو سمجھے گرہ موے کمر
یا شکم بحر لطافت ہی یہ اسمین ہی بھنور | سب سے بہتر ہے یہ تشبیہ کرو غور اگر

آئینہ پیش نظر ہی شکم صاف نہین | عکس ہی چاہ زنخدان کا عیان ناف نہین

گوری گوری وہ ہتیلی ہی کہ بلور کا جام | سرخی رنگ حنا اسمین شراب گلفام
نقرئی ظرف ہی یا جسمین کہ سونے کا ہی کام | یا نظر آتا ہے لبریز شفق ماہ تمام

صاف شنجرف کی تحریر ہے مکتوب مین ہے | رخ یوسف کی جھلک دیدۂ یعقوب مین ہے

گرمی شوق کی رہتی ہی جو دل مین تیری | آتش رنگ حنا کی ہے شرر انگیزی
نمایان سوز ہی اس برق کی آفت خیزی | تشنۂ خون ہین یہان تک کہ دم خونریزی

خون عشاق کی لہرین جو نظر آتی ہین | مچھلیان دست حنائی کی تڑپ جاتی ہین

ہاتھ ملواتی ہی کس ساعد سیمین کی صفا | ساق یا ہے پئے زاہد سبب لغزش پا
پاؤن مین جلوہ دکھاتا ہی عجب رنگ حنا | معجز حسن سے پائی ید بیضا کی صفا

نقش پا مین جو روش مہر ضیا بار کی ہے | صاف تلوؤن مین صفا حور کی رخسار کی ہے

ایسی معشوق سی جسدم ہوئی صحبت حاصل — شمع عارض سی ہوئی گرم ہماری محفل

ہوئی یکجان دو قالب جب ملے دونون دل — اُٹھ گیا پردہ دوئی کا نہ رہا کوئی مخل

اُسکا شیدا مین ہوا اُسکو مرا دھیان بندھا — در مقصود کھلا عیش کا سامان بندھا

بلبل مست دل اپنا گل خندان تھا وہ رخ — ہم تھے پروانے اگر شمع شبستان تھا وہ رخ

برج مہتاب بھی محفل میں تابان تھا وہ رخ — مصر تھا کشور دل یوسف کنعان تھا وہ رخ

کیا کہین لذت ہم بزمی جانان کیا تھی — گرمی صحبت بلقیس و سلیمان کیا تھی

اوجھل آنکھون سی جو شکل آٹھ پہر ہوتی تھی — دیکھتے دیکھتے ہر شام سحر ہوتی تھی

نہ کبھی سیر نظارے سی نظر ہوتی تھی — واہ کس لطف سی اوقات بسر ہوتی تھی

ساتھ بیدار ہوے ساتھ ہی آرام کیا — رخ و گیسو کا تماشا سحر و شام کیا

شوق نظارہ یہ تھا گیسو عنبر بو کا — پردۂ چشم ہی موباف رہا گیسو کا

ہجر پہلو کو گوارا نہ ہوا پہلو کا — نیند آئی تو دیا تکیہ مرے زانو کا

کبھی پہلو مین جگہ اسکی رہی دل کیطرح — ہاتھ گردن مین رہے رو حمائل کیطرح

ہوا آوازۂ ہم بزمیِ دلبر جو بلند ‏ تھے جو حاسد وہ جلے رشک سے مانند سپند

شر پہ باندھی کمر اعدا نے ہوئی تنگ گزند ‏ تیزیِ نارِ عداوت ہوئی ہر وقت دو چند

گھر میں اژدہام کے شرارے لگی آنے کیا کیا ‏ آتش افروز لگے آگ لگانے کیا کیا

جمع عیار کیے دے کی طمع دولت و زر ‏ دور انداز ہوئے مستعد فتنہ و شر

ایک عیار ہوا آ کے ہمارا نوکر ‏ ایک عیار نے کی نوکری اسکی جا کر

خدمتیں کیں جو بہت بار وہ عیاروں سے ‏ مرتبے پائے مصاحب ہوئے غمخوار ہوئے

میری نوکر نے کیا مجھسے یہ اک روز بیان ‏ کچھ خبر آپکو ہے اور ہی جلسے ہیں یہاں

غیر غیر آتی ہیں چھپ چھپ کے یہ بازاریکان ‏ جھوٹ کہتا ہوں تو ہو گنگ مری منہ میں زبان

آپ واقف نہیں عیاروں کی عیاری سے ‏ پاؤں رکھیے رہ الفت میں خبرداری سے

چند اوباش مصاحب ہیں کہ کرتی ہیں وہ سیر ‏ کہیں لیجاتے ہیں وہ آپکو غافل پا کر

پشت ایوان پہ جو کھڑکی ہے وہ ہے راہ خطر ‏ رخنے پڑتے ہیں اسی راہ سے لو جلد خبر

بند کھڑکی ہو کسی طرح تو اچھا ہو جائے ‏ رخنہ انداز کہیں کیوں وہ تنہا ہو جائے

میں نے اُس سے یہ کہا مجکو یقین ہو کیونکر | دیکھوں آنکھوں سے تو تدبیر بھی ہو مدِ نظر

عرض کی اُس نے رہے تیری دولت اے نور | بات آسان ہے کرتا ہوں میں اب جیسے کہے

بات کھل جائیگا چھپنے کا نہیں حال حضور | خیر خواہی مری اور آپ کا اقبال حضور

ایک ترکیب ہے لیکن عمل اُس سے ہی ضرور | چوک میں لیجیے اک کمرہ کرائے کو حضور

نور کا فرش بچھے اُسمیں بندھیں وہ کنور | ہو وہ سب طرح سے آراستہ مثلِ رخِ حور

فارغ البال کبھی ہو کے ہر اک کام سے آپ | رونق افزا ہوں کسی شب کو سرِ شام آپ

ہیں مصاحب جو یہاں اُنکی بھی کچھ ہے مجھے راہ | دونگا اُنکو طمع سیم و زر و دولت و جاہ

کچھ تردد نہیں لیجائینگے وہ خواہ مخواہ | ہے جو مطلب نکل آئیگا وہ انشاء اللہ

میں لگا لاؤنگا وہ ہو کے سوار آئینگے | جتنے عقدے ہیں وہ سب آپ کے کھل جائینگے

بدگمانی ہے بری مجھکو بھی آیا یہ گمان | شاید ایسا ہی ہو کرتا ہے جس طرح بیان

لیکے لوگوں کو دیا لو کوئی اچھا سا مکان | پردے اطلس کے بندھیں فرش مشجر ہو وہان

کرسیاں میز بچھیں آئینے چسپاں ہو جائیں | جھاڑ فانوس کنول رونق ایوان ہو جائیں

مختصر یہ کہ کیا اُسکی شرارت نے اثر — آزمائش ہوئی معشوق کی منظور نظر

حال اِدہر کا تو یہ تھا طرفہ بندھا تاگُم — وہ جو عیار وہان چلکے ہوا واقف نوکر

پھر زرِ الفت میں یہ سینہ جلائی اُس نے — مسجد اللہ شکے کے لیے ڈھائی اُس نے

وقت پاکر یہ کہا اُن سے کہ تم ہو غافل — دل مرا ہے جسے ہی اور کہین اُسکا دل

حسن کامل ہو وہ ہی اور کسی پر مائل — برج خورشید ہی اب دُر مہ کی منزل

دلربا تم نہین اب کوئی دلبر ہے — گھر تمہارا نہین یہ اور کسی کا گھر ہے

چوک مین ایک کرائے کا لیا ہے کمرا — چھپکے جاتے ہین وہان ہوتی ہین جلسے کیا کیا

ہفتہ رات کو آتا ہے کوئی مادلقا — ہنستے بگڑیگی ضرور آپمین نہین فرق ذرا

شہر بازار مین یہ بیت مشہر ہوچکی ہے — جھوٹ کہتا نہین تحقیق خبر ہوچکی ہے

تھام مُنیا و سیلو پاس دھرے رہتے ہین — بارہ پھولون کے چنگیر وہین بھرے رہتے ہین

جو نگہبان ہین ڈر کے اودھی رہتے ہین — ہین جو فاکیش عجب دو ایک ڈری رہتی ہین

صبح آتی ہین تو حمام کیے آتے ہین — اُس سے جھلا بھی نشانی کا لیے آتے ہین

کرتی ہین بیٹھ کی احباب مین اکثر یہ کلام — اب تو اسباب تعیش کی مہیا ہین تمام
ہے یہان صبح بنارس کی اودھ کی ہر شام — دو دو معشوق ہین کتنی ہین موافق ایام
ہی مہ و مہر کا آنکھون کو میسر جلوہ — گھر مین مہتاب کا خورشید کا باہر جلوہ
دونون ہین ایک لطافت مین نزاکت مین مگر — ذائقہ اسمین زیادہ ہی جو تو رس ہی ثمر
اسکو بھی چکھیو تو کچھ اس سی نہین ہی کمتر — ایک دونون ہین کرون فرق مین انمین کیونکر
تھی یہ ہر چند کہ زائل مرے دونون میٹھے — لذت زیست ہے حاصل مزے دونون میٹھے
سنکے اسنے یہ کہا تجھکو مرے سر کی قسم — دے خبر مجھکو فراہم ہوئے جلسے جس دم
خود بخود چلینگے کہ کرتے ہین نہین کچھ ہوتے ہم — پھیر کی بات مین کون اٹھائے یہ الم
فتنہ برپا ہو محل غیر محل دیر نہ کیا — آج ہی بگڑے بگڑتی ہی جو کل پر یہ کیا
آدمی بھیج کی دریافت کیا اسنے جو حال — اسنے آ کر یہ کہا آئینہ ہی صدق مقال
چوک مین ایک ہی کمرہ کہ وہ ہی بیا کمال — در پہ دربان ہین اسرا نہ ہین سب جاہ و جلال
پردی زرین جو ہین منہ تو رکا بیاتی ہین — لوگ کہتے ہین کہ وہ روز یہان آتی ہین

یہ خبر سنکے اُسے اور حرارت آئی | وان رکا دل تو یہان گرد کدورت آئی
گو بظاہر نہ کبھی بات کی نوبت آئی | دل یہ کہتا تھا کہ آئی آفت آئی
رنگ ٹلا ہوا چھایا ہوا غم دونون طرف | ایک غم دونون طرف ایک الم دونون طرف
مین یہ کہتا تھا الٰہی یہ قیامت کیا ہے | وہ یہ کہتا تھا کہ یہ قہر یہ آفت کیا ہے
مجھکو اندیشہ یہی وجہ کدورت کیا ہے | دھیان اُسکو سبب کمی محبت کیا ہے
بے تکلف نہ کئی دن کٹی رات کوئی | نہ ادھر بات کوئی تھی نہ اُدھر بات کوئی
اُسکو چھپ چھپکے ہر اک گوشہ مین رونا ہوتا | مجھکو ہر بار سراسیمہ پریشان ہونا
اُسکو گردون کی طرف دیکھکی حیران ہونا | مجھکو افسوس سے انگشت بدندان ہونا
رنگ صحبت نہ رہا لطف ملاقات گیا | لگ گئی چپ مزہ حرف و حکایات گیا
مین یہ کہتا تھا الٰہی یہ تماشا کیا ہے | دفعۃً پھر گئی قسمت مری ہونا کیا ہے
ہی اوداسی در و دیوار پہ نقشا کیا ہے | ہوش باقی نہین یا رب مجھے سودا کیا ہے
خشک لب ہو گئی رخ زرد ہے کیا ہونا ہے | دل مین بیساختہ کچھ ڈر ہے کیا ہونا ہے

اسکو ہر وقت تصور کہ ہوئی مجھسے دغا
پیار کا چاہ کا الفت کا مزہ کچھ نہ رہا

دشمنی کرنے لگے دوست زمانہ الٹا
لوگ بے مہر کسی کا ہو سمجھکر کوئی کیا

پردے پردے میں عداوت یہ محبت کیسی
منہ پہ کچھ دل میں کچھ اللہ یہ الفت کیسی

آخرکار یہ صورت ہوئی رفتہ رفتہ
ظاہری ترک مروت ہوئی رفتہ رفتہ

ہم کو سودا ہوا وحشت ہوئی رفتہ رفتہ
اونکی صورت سے بھی نفرت ہوئی رفتہ رفتہ

منہ لپیٹے ہوئے ہم اپنا پڑے رہتے تھے
وہ بھی پاس آتی تھے دو گھڑی رہتے تھے

ایک دن اس سے کہا ہم نے کہ اے رشک قمر
آج تقریب ہے شادی کی کسی دوست کے گھر

رقعہ آیا ہے بلایا ہے ہمیں کل سے خبر
بزم شادی میں ضرور اپنی ہے شرکت شب بھر

لیکے نوشاہ دولھن کو جو روانہ ہوگا
دن چڑھے بعد فراغ اپنا بھی آنا ہوگا

خیر تو منہ سے کہا پر انھیں آیا یہ خیال
ہو نہو آج اسی کا ہے انھیں شوق وصال

جائیں تو شام کو ہمکو بھی نہیں تاب ملال
ہم بھی چلتے ہیں کہ گھر میں ہمیں رہنا ہے وبال

آیا تو ہو غیر کا یاد و بت خود سر اپنا
آج جھگڑا ہی چکا لیتے ہیں چل کر اپنا

شام جسوقت ہوئی ہمنے منگائی پوشاک
ہوئے آمادہ چلے گھر سے مگر دل غمناک

پہونچے اس کمرے مین جنت تھا جو زیر افلاک
ساتھ دو چار مصاحب بھی نہایت چالاک

گو کہ باتو نمین بہت ہمکو وہ بہلاتے تھے
کیا کہین پر کیا دل مضطر کو خیال آتے تھے

دو پہر رات گئے انکی سواری آئی
ہمکو پہونچی یہ خبر باد بہاری آئی

بات اسوقت یہ خاطر مین ہماری آئی
جسکا کھٹکا تھا اسی بات کی باری آئی

گر ذرا اس بام پہ ہوگا بت ہرجائی کا
سامنا آج ہوا آفت بالائی کا

فکر انجام ہوئی جب یہ مرے دل نے کہا
سادگی خوب نہین کام ہے عیاری کا

کار فرما ہو اگر عقل تو اس مین ہے مزا
بات کیجے کوئی حکمت کی فلاطون سے سوا

امتحان یار کا جس سے کسی عنوان ہو جائے
جھوٹ سچ جو ہے وہ سب آج نمایان ہو جائے

سوچتے سمجھتے یہ بات نکالی آخر
میرے ہمراہ مصاحب ہین کئی خوش ظاہر

مجھکو لازم ہے کہ غائب ہون یہین جا حاضر
دیکھون کیا قصد ہے کس راہ پہ ہے وہ کافر

امتحان چاہیے ہوتی ہے جو آخر ہوگی
گفتگو انسے جو آئیگی وہ ظاہر ہوگی

اک مصاحب تھا مری ساتھ خوش اسلوب حسین — اسکو وان اپنی جگہ مین نے کیا صدر نشین

اژدہا ایک تھا اسمین مین ہوا جاکے مکین — چھوڑی چلمن کہ دیکھی وہ بت ہرزہ جبین

باتین کانون سی سنون تب تک کوئی اصلا نہ کہی — فاش ہر پردہ سی ہو پردا کوئی پردا نہ رہی

مین نی اُس گوشی مین لی مصلحتاً جای قرار — زیب مسند وہ ہوا اپنی گھاتی کو بہار

سر پہ رومال ہلانے لگے دو خدمتگار — دفعۃً شکل قمر سامنے آیا وہ نگار

پر بسر اسپہ غضبناک مکدر آیا — منہ بنائے ہوئے بدلے ہوئے تیور آیا

زیب مسند جو کسی غیر کو دیکھا مری جا — تھا غضبناک زیادہ وہ غضبناک ہوا

اُس مصاحب نے کہا خیر ہے تشویش ہے کیا — گھر تمہارا ہے جو آئے تو سرافراز کیا

کسلیے آنا اُجاب آپ کا بی دل کیا ہے — بیٹھ بھی جاؤ کھڑے رہنے سی حاصل کیا ہے

آئے کس کام کو کچھ کہیے تو آنے کا سبب — کچھ بیان کیجیے تکلیف اُٹھانے کا سبب

آتے ہی اس گھر مین تو پھر تیوری چڑھانے کا سبب — وجہ آنیکی نہ کھلتی ہے نہ جانے کا سبب

دو گھڑی بیٹھو ہنسو بولو کوئی بات کرو — آدمی ہم بھی ہین ہم سی کبھی ملاقات کرو

سن کی یہ بات کہا غیر سی مطلب ہین کیا | جنکے مشتاق ہین انکا نہین لگو مین پتا

یہ سنا تھا کہ یہی پاس اُنکے کوئی ماہ لقا | داغ دینی اُسے آئے تھے کہ ملجائے سزا

بدلے منظور نظر اُس سے تھے لینی ہمکو | یان جو آئی تو پڑی لینے کے دینے ہمکو

ایک نوکر سی کہا اپنے ذرا جا تو سہی | ہمکو لایا ہے جو یان اُسکو بلا لا تو سہی

کر دیا تاکید کہ روپوش ہی کیون تو سہی | جسکے آنے کو کہا تھا اُسے بتلا تو سہی

ہو اگر جھوٹ تو یہ مورد تعزیر کرون | کر کے کالا ترا منہ شہر مین تشہیر کرون

وہ جو ڈرتا ہوا آیا تو یہ جھنجلا کے کہا | کیون یہ کیا بات ہی کیا تونی کہا کیا نکلا

جنکا طالب ہون نہ وہ ہین نہ کسی غیر کی جا | دوسرا کون ہی معشوق بتا جلد بتا

مہروش اور کہان اُسکی کہین تون جھا نہین | اسقدر جھوٹ کسی بات کا سر پانون نہین

کانپ کے اُسنے کہا جھوٹ نہین جھوٹ نہین | راست گو ہون یہ ذرا جھوٹ نہین جھوٹ نہین

کچھ نہین میری خطا جھوٹ نہین جھوٹ نہین | آپ دیکھین تو ذرا جھوٹ نہین جھوٹ نہین

وہی گھر ہی وہ حسین کہ طیاری ہے | رنگ بدلا ہے تو کچھ رنگ ہی عیاری ہے

اور کچھ دھیان مین آتا نہین اسوقت مگر | چلمن کی تی ہی چھوٹی ہوئی جس مین نظر
ہو نہو اسمین مقرر ہے کوئی رشک قمر | ہی یہی ہوکے کی ٹٹی کہ بظاہر ہی یہ سیر

تیز ہون ناخن تدبیر تو عقدہ کھل جائے | چلمن اٹھی تو یقین ہی ابھی پردہ کھل جائے

سنکے اس بات کو جلدی سی بڑھا مہ تمثال | پھینکدی توڑکے چلمن کہ پریشان تھا کمال
در مین رکھا جو قدم کو تو ہوا آئینہ حال | چار سو پھیل گئی روشنی شمع جمال

مجھکو دیکھا تو کہا واہ یہ چوری ہمسے | بت بنی بیٹھے ہوا للہ یہ چوری ہمسے

چھپکے بیٹھے ہو جو مجھسے یہ غضب کسکا ہے | پاس آتا نہین منظور نظر کسکا ہے
مجھسے ڈرتے نہین بتلاؤ یہ ڈر کسکا ہے | صاحب خانہ ہی یان کون یہ گھر کسکا ہے

ہو جو تمکو وہ کہو کسنے کو اٹھا رکھا ہے | ہی یہ ظاہر کہ کہین اسکو چھپا رکھا ہے

بڑھ چلے آپ تو بہت دور ہو ماشاء اللہ | بزم شادی مین گئی آئے یہان کاٹ کی راہ
ہمسے عیار بنا آپ کا کیا کہنا واہ | یہی چیلے ہین تو کیا ہوگا محبت کا نباہ

منہ دھری کے بھی نقشے لگے جمنا ب تو | چور پکڑا ہی بڑی گھات سی ہمنے اب تو

کھلکے یہ لال ہوا خشم سے مثل گل تر
کچھ نہ سوجھا اُسے کچھ غیظ مین آیا نہ نظر

ہاتھ میں لی جو مرے خط وہ دست درازی پہ کمر
پرزے کیے ٹکڑے کیے جامے سے ہو کر باہر

تار کیا کیا نہ کیے گوشۂ داماں کھینچا
ڈال کر ہاتھ گریبان مین گریبان کھینچا

عرض کی مین نے کہ تا چند جفا سمجھو تو
دیکھے کرنا یہ ستم پہلے ذرا سمجھو تو

بات کچھ اور ہے یہ آئین ہے کیا سمجھو تو
ناسمجھ ایسے نہین نام خدا سمجھو تو

توجہ اگر انصاف پہ کچھ دل ہو جائے
بے تکلف ابھی ظاہر حق و باطل ہو جائے

میرا جرم ہی یہ نہین نہ تمہارا ہے قصور
فتنہ انگیزی اعدا سے پڑا ہے یہ فتور

کچھ کا کچھ مجھ سے کہا تم سے کیا کچھ مذکور
آزمایش ہوئی ہان دونون طرف سے منظور

دونون جانب خبر کذب برابر گذری
آج جو آپ پہ گذری وہی مجھ پر گذری

کیا کہا تم سے تم آئے جو یہان ہو کے خفا
یون ہی تھا ایک دن انداز نے مجھ سے بھی کہا

کہ انھین ہم نے یہین دیکھا ہے آنکھون سے سیا
نکہت گل کی طرح جاتے ہین چھپ کر ہرجا

سیر اغیار کے باغون کی کیا کرتے ہین
روز ترطیب دماغ ان کی کیا کرتے ہین

چوک مین لو کوئی کمرہ تو نکل جائے بل
پانون کی بڑ لئے اٹھین لاونگا مین کے عمل
چوک کر غیر کے کہنے پہ کیا ہم نے عمل
گذر اس غیر محلہ مین ہوا غیر محل
آگئے کہنے مین تجھی پست جو بھاری تجکو
آزمایش ہوئی منظور تمھاری ہم کو

تم جو آئے تو کیا گوشۂ عزلت مین قیام
اک مصاحب کو کیا صدر نشین اپنی مقام
تا کھلے راز سنین آپ کی تقریر تمام
شکر للہ کہ اب کچھ نہ رہا ہم کو کلام
فرق پایا نہ محبت مین ذرا صاف ہوے
جو کہا تمنے وہ کانون سے سنا صاف ہوے

تمکو بھی چاہیے اس وقت صفائی ہم سے
مفسدون سے ہو جدائی کہ جدائی ہم سے
نہین ہونیکی کبھی کوئی برائی ہم سے
نہ پھرین تم سے پھری ساری خدائی ہم سے
کام مستی ہے کسی سے ہمین کچھ کام نہین
ڈھونڈھ لو سارا مکان غیر کا یان نام نہین

ہم تو قائل ہوئے تم صاف ہو اسمین نہین شک
تم بھی اب دور کرو دلمین جو رکھتے ہو کھٹک
آزما لو ذرا الفت کو یہ کمرہ ہے محک
غیر کا دھیان نہین دلمین ہمارے اب تک
ہم مین یکرنگ دو رنگی کا یہان طور نہین
آپ ہی آپ ہین گھر مین کوئی اور نہین

فیصلہ ہے بہت آسان نہین کچھ دشوار | درمیان آج جو ہین باعث شر و اشرار
ایک ساتھ آپکے ہے ایک مرا خدمتگار | دونون اِس دم ہون طلب تا نہ رہے دلمین غبار
ڈر کی جو کچھ ہے حقیقت وہ عیان کر دینگے | ہو گی تہمت یہ تو حق حق وہ بیان کر دینگے

راست تھی راست پسند آگئی اُنکو بھی یہ بات | سامنے اُنکے بلا لیے گئے دونون بد ذات
کانپتے آئے مگر منہ سے نہ نکلا ہیہات | سمجھے بد ذات کہ اب نہین ممکن ہے نجات
جوڑ کر ہاتھ گرے پانون پہ ڈر کر دونون | ایک سا حال لگے کہنے برابر دونون

عرض کی سچ ہے کہ اعدا نے طمع لوائی | طمع زر سے طبیعت مین خیانت آئی
حق یہ ہے دونو نطرف جھوٹ خبر پہونچائی | بد ہے انجام بدی کا یہ ہوئی رسوائی
شرم سے آنکھین جھکی پڑتی ہین گردن کیطرح | لپٹتی ہین بازوون پہ دیکھو جوشن کیطرح

کھولکر چٹھیین جو پڑھوائین تو تھا راست سخن | نام ظاہر ہوئے رسوا ہوئے سارے دشمن
جب یہ احوال کھلا کچھ نہ رہا رنج و محن | مہربان ہو کے کہا دور ہوا سارا ظن
حق بڑی چیز ہے ہر ظفر کا نئی سی کیا ہوتا ہے | بگڑے بن جاتی ہین جب فضل خدا ہوتا ہے

سچ یہ ہی صاف ہو تم میرا گمان تھا باطل
پر نہ سے کپڑوں کی کیے کیوں مین ہوا سخت خجل

مین بھی مجبور ہون آخر یہ ہی انسان کا دل
گرد آلودہ ہو پر کیسا رخ ماہ کا ظل

غیر اول کوئی معشوق نہ ثانی ٹھیرا
دودھ کا دودھ ہوا پانی کا پانی ٹھیرا

عفو تقصیر کرو جانے دو بدلو پوشاک
دشمنوں کی ہی عبث جان الہی آفت مین ہلاک

کیا ہوا منہ مین دریدہ ہون کرا اب خاک
وہی اخلاص ہی پیار وہی پھر ہی تپاک

گر کہیے تو ابھی قت نئی سر سے پھرین
اب پھرے دن تم سے تو اللہ پیمبر سے پھرین

ہاتھ گردن مین نئی ڈال کے کرنے لگے پیار
ہم بغل مین بھی ہوا دور ہوا دل کا غبار

بدلی پوشاک ہوا مین طرف خانہ سوار
وہ بھی ہمراہ مرے آ گئے بہت باغ و بہار

بخت یاور ہوئے اقبال کی تاثیر ہوئی
مجھکو نوروز ہوا ان کو شب عید ہوئی

رتجگے کے لیے سامان منگائے کیا کیا
کونڈے شیرینی کے بازار سے آئے کیا کیا

صدق نیت سے فقیرانہ کھلائے کیا کیا
گل شہیدوں کے مزاروں پہ چڑھائے کیا کیا

روشنی اُسنے بڑی خانۂ اللہ مین کی
حاضری حضرت عباس کی درگاہ مین کی

کی دعا خالق اکبر سے کہ اے رب عباد   دوست خلقی ہیں دلشاد ہون دشمن ناشاد

سو مرادونکی یہی ایک ہے دل کی مراد   جسکا عاشق ہون وہ عاشق ہو مرا یار رہے

عمر بھر وصل کا حاصل ہو زمانہ مجھکو   شکل فرقت کی الٰہی نہ دکھانا مجھکو

قطع کر سلسلۂ نظم امیر اب خاموش   سامعون نے یہ دُرِ نظم کیے گوہر گوش

گرچہ باقی ابھی دریائے طبیعت کا ہے جوش   سننے والے ہین یہ سرمست کہ باقی نہین ہوش

پھر کبھی جوش طبیعت کا دکھاؤنگا مین

ہوش آئیگا تو افسانہ سناؤنگا مین

لکھنؤ

بیت دائرۂ ادب

شکایت بخش

١٢٨٤ھ

دھوم ہی خسرو اقلیم جنون آتا ہے
فوج غم ساتھ ہی آمادۂ خون آتا ہے

خلل انداز صف صبر و سکون آتا ہے
صاحب لشکر نیرنگ و فسون آتا ہے

قابل دید تماشا حشم و جاہ کا ہے
داخلہ تخت گہ دل مین شہنشاہ کا ہے

وہ فلک قدر شہنشاہ زمن کون کہ عشق
تیغ زن تیر فگن قلعہ شکن کون کہ عشق

رستم معرکۂ رنج و محن کون کہ عشق
مالک ملک دل و جان و بدن کون کہ عشق

گرد مین ہی روش باد بہاری دیکھو
حضرت عشق کی آتی ہی سواری دیکھو

لو وہ آتا ہی جو ہی موجد نیرنگ و فسون
تشنہ کامان محبت کا جو ہی تشنۂ خون

جسکے آگے سر تسلیم دو عالم ہے نگون
سر جھکاتے ہی قدمبوسی کو جسکے گردون

جب یہ شمشیر دم جنگ علم کرتا ہے
سر جلاد فلک کو بھی قلم کرتا ہے

اسکی آمد ہی کو کہتے ہین قتال جہان — اسکی آمد ہی جو مشہور ہے خونریز زمان
اسکی آمد ہی جو کرتا ہے گل عیش خزان — اسکی آمد ہی جو ہی سرشکن تاب و توان
تیغ کھینچے ہوئے سرگرم عتاب آتا ہے — ملک الموت بھی ہمراہ رکاب آتا ہے

کیا جلوس اسکی سواری کا دکھاتا ہے نیا — فیل آفت کی جلو مین ہین ستم کے رہنما
آگے آگے علم نالہ خورشید نثار — زرفشان اسکا پھریرا کہ دھوان آتشبار
دل جو ٹوٹے ہین نقیب آہ کے للکارے ہین — آبلے سینہ عشاق کے نقارے ہین

حسرتین کشتہ ہین جسکی وہ ستمگر ہے یہی — پہلوان جس نے پچھاڑے وہ دلاور ہے یہی
ڈوبے جسنے نکالے وہ شناور ہے یہی — کشتیان جسنے ڈبوئین وہ سمندر ہے یہی
خضر کا غرق ہی پانی آج نہین کل ڈوبا — نوح لائین جو سفینہ تو لگے تھل ڈوبا

کہو آراستہ بازار محبت ہوجائے — چمکین آنکھون کی کانین نئی صورت ہوجائے
وحشت آباد غم و درد کی زینت ہوجائے — خانۂ خانہ خرابی کی مرمت ہوجائے
صاف ہو دل کا مکان جشن کی تیاری ہے — کلے کرتی ہین گل داغ کی گلکاری ہے

چشم تر اشکناک کا چھڑکاؤ لگائے سر راہ — صرف جاروب کشی ان سی ہو بخت سیاہ

غم و اندوہ کی استادہ دو رویہ ہو سپاہ — دور کر لائے خبر جلد کو بیک نگاہ

ہی ابھی دور کہ پہنچی ہی سواری نزدیک — کسقدر بانع سی ہی بادہ بہاری نزدیک

چاہیے آتی ہی یہ جشن کا سامان ہو جائے — جسکو جمشید بھی دیکھے تو پشیمان ہو جائے

دل صد چاک کا آراستہ ایوان ہو جائے — فرش زخم تن مجروح کا داماں ہو جائے

پھیلنے جو کناروں پہ گریں نالوں کے — جھاڑ فانوس کنول بزم میں ہوں چھالوں کے

دو بہ پرونکو صدا آفات سے آ ذکر آئین — ساتھ دیوانونکو سازندوں کی بیٹے لائیں

ہچکیاں لینے لگیں سب وہ ترانے گائیں — رقص بیچ آئیں تو انداز نئے دکھلائیں

پھڑکے ہر عضو بدن طائر بسمل کیطرح — کاٹتے راہ چلیں خنجر قاتل کیطرح

تہنیت کی یہ ہر اک ساز سے نکلے آواز — تم سلامت ہو تابع ہوں عراق و حجاز

وہ بھی قائم رہیں شہزادے جو ہیں ہیچ گداز — حسن جو آپکی معشوقہ ہی عمر اسکی دراز

آپکو وصلت جانانہ مبارک شاہا — خلق کو مرگ جوانانہ مبارک شاہا

مے کشی کا جو خیال آئے تو مے خون جگر
دور پیمانہ دکھائے کوئی پھر جائے جو سر

جام وہ جن کو کہیں غیرت خورشید و قمر
ساغر جم کی طرح آئینۂ عالم کی خبر

وسعت ظرف سے دردو کہیں امید کی ہون
چرخ کا خم ہو پیالے منہ خورشید کی ہون

جوش مستی میں جو ہو فیض رسان طبع غیور
منہ خزانے کا کھلے نور کرم کا ہو ظہور

پائیں انعام ہوا خواہ ہوں نزدیک کہ دور
بہرہ ور ہوں در مقصود سے خدام ضرور

داغ حسرت عوض درہم و دینار ملیں
ڈھیر ہوں آنسوؤں کی گوہر شہوار ملیں

جامہ زیبوں کو ملیں خلعت عریانی تن
اطلس گرد ہو کمخاب کی جا زیب بدن

زخم پر زخم دوشالہ ہو پئے گردن
سکہ گو کا در تحسین سے بھر جائے دہن

داغ کی سب کو سپر آہ کی شمشیر ملے
وحشت آباد جنوں خیز میں جاگیر ملے

ہار زخموں کے ملیں باغ طرب ہو شاداب
تیغ کے مالے ہوں تقسیم کھلے فیض کا باب

خاص لوگوں کے بڑھیں تبھی عنایت ہو خطاب
ہوں خطاب ایسے کہ جو ایک کا ہو ایک جواب

میرزا یاس مخاطب بہ جلیس الدولہ
میر حرمان ہوں مخاطب بہ انیس الدولہ

ہو چکے جشن تو خاصے کا بھی ہو سامان — ہان چنی جائین وہ خاصے جو ہون نایاب جہان

میز پر ظرف ہون انجم کی طرح نورفشان — لائین حورون سی کہو ڈہونڈہ کہ باغ جنان

چرخ کی خوان سی بھی نعمت الوان لیے — نانِ خورشید سپر تہ تابان آئے

مرغ جان آتش حسرت سی جو جل بھن کے کباب — شلغم آبلۂ دل من و سلوی کا جواب

خشک مغزی کا وہ خشکہ نہ رہی پھیکی تاب — لخت دل خون جگر کی ہو نہاری نایاب

ناتوانون کی جگہ داغ زبون جالون کے — کوفتے لخت جگر خوانچے تبخالون کے

آش خون وہ کہ نہ ہو سیر کسی کی نیت — سیر چشمون کو ملی لقمۂ غم کی لذت

زخم پر چھڑکے نمک جو نمکین ہو نعمت — لب نان وہ کہ لب تیغ کی ہو جسمین صفت

کار حلوا اثر زہر ہلاہل ہو بہان — شوربا آب دم خنجر قاتل ہو بہان

بعد خاصے کے لگی چھٹنے وہ آتشبازی — لگ اٹھی آگ کری چرخ بھی برق اندازی

ہو تماشا کہین فیلونکی وغا پردازی — جلکے طاؤس کرین چار طرف طنازی

چرخی نالے کی ملے گنبد دولابی سی — رات ہو روز رخ زرد کی مہتابی سی

قلعی کاغذ کے جہان نصب ہین آتش بار
آگ کرے کرۂ ارض کو دم بھر مین حصار

صفت سرو چراغان چمن شہریار آتا
جیسے پرواز کرین نالۂ عاشق کی شرار

چمکین چھالڑ نکے تبا کے ہین اختر کیطرح
چادر اشک لگے چھوٹنے چادر کیطرح

یعنی القصہ جو دعوت سے فراغت حاصل
سارے اسباب ضیافت سی فراغت حاصل

شرط مہمانی و خدمت سی فراغت حاصل
عطر سی پان سی شربت سے فراغت حاصل

عیش و عشرت کا نظر سب سے سامان آیا
بعد دعوت کے دم رخصت مہمان آیا

کشتیان پیش جواہر کی لادین بوقلمون
جن پہ قربان کری گوہر انجم گردون

سرخ یاقوت ہزارون صفت قطرۂ خون
چہرۂ زرد کی کھیراج بھی گنتی سی فزون

تخت دل لعل تھی نیلم تھی که تیجا لے تھے
تار اشکو نکے تھے موتینکے بالے تھی

خسرو عشق کو آیا دم رخصت جو خیال
دل کی اقلیم حقیقت مین ہی زرریز کیا مال

سعد اک سو ہوا جس سی طبیعت ہے نہال
چھوڑ دے کیون ایسی دولت سے یہ بی مال

قطعی قطعی مین طرب خیزی گلشن ہی بہان
گوشی گوشی مین زر داغ کا مخزن ہی بہان

صبر نامی ہی جو اس کشور آباد کا شاہ — کیجیے قید کسی طرح اُسے سمجھ کے گناہ

اُسکو پوشیدہ خبر اسکی جو پہونچی ناگاہ — نہ تھمی پاؤن کہا دل مین کہ انا للہ

رعب غالب یہ ہوا ڈر کے وطن چھوڑ دیا — خوفِ صیاد سے طائر نے چمن چھوڑ دیا

کشور دل مین جہاندار ہوا خسرو عشق — مالک دولت بیدار ہوا خسرو عشق

رونق افزا سر دربار ہوا خسرو عشق — تاج کا تخت کا مختار ہوا خسرو عشق

نام خطبے مین کیا شاہ نے اپنا جاری — کشور دل مین ہوا داغ کا سکہ جاری

ظلم و بیداد پہ جب نیتِ شاہی آئی — لٹ گیا ملک رعایا پہ تباہی آئی

آخر اندھیر ہوا یہ کہ بلا ہی آئی — خون سی سرخی ہوئی موقوف سیاہی آئی

داغِ وحشت کی نظر جلوہ گری آنے لگی — یاس ہمسائے کی خلوت مین پری آنے لگی

مائل دید ہوئے دیدۂ دیدار طلب — دل تماشائے سراپردۂ اسرار طلب

لب ہوئے ذائقۂ بوسۂ رخسار طلب — مرغ جان کشمکش طرۂ طرار طلب

دفعۃً سر مین بھری سارے زمانے کی ہوا — دشتِ وحشت مین ہوئی خاک اُڑانیکی ہوا

خواہش جلوۂ معشوق ہوئی پہلو کو | حسرت زانوئے محبوب ہوئی زانو کو

دھیان آیا دل سودا زدہ گیسو کو | سونگھنے چل کے کسی کاکل عنبر بو کو

عمر بے صحبت محبوب کے کچھ خوب نہیں | زیست کا لطف بجز صحبت محبوب نہیں

ہم بھی جانے لگے جلسے تھے جہاں یاروں کے | تذکرے ہونے لگے رشک طرحداروں کے

شہرے اُنسے جو سنے آئینہ رخساروں کے | دل سے بیرو ہوئے یوسف کے خریداروں کے

کہیں جلسے میں ادھر اور اُدھر کی باتیں | تھیں فقط زلف و رخ و چشم و کمر کی باتیں

ایک صاحب تھے جو تصویر کے فن میں استاد | انکو مانی کہو اس فن میں کہ کوئی بہزاد

لائے اک روز منگا کے جسے نقش مراد | اسمیں تصویریں حسینوں کی بھی تھیں حسن نژاد

وہ شبیہیں جو بہ نیرنگ نمایاں نکلیں | حوریں جنت سے پریخانہ سے پریاں نکلیں

ایک سے ایک مرقع میں تھی بہتر تصویر | کوئی خورشید کوئی ماہ منور تصویر

باعث حیرت احباب ہوئی ہر تصویر | جلوہ افروز عجب ایک ہوئی پر تصویر

دیکھکر جسکو اُڑا رنگ ہوئے ہوش ہوے | دلمیں جو نقش جمے تھے وہ فراموش ہوئے

وقتِ نظارہ عجب رنگ تحیر چھایا
بزم احباب کو حیرت کا مرقع پایا

جوش الفت نے عجب رنگ سے جنون چمکایا
کیا کہوں دل سے وہ نقشہ جو مجھے کیسا بھایا

خلش غم نے رگ جان مین چبوئی نشتر
واہ ری نوک پلک سالین چبھوئی نشتر

آگئی ایسی طبیعت کہ کہا گھبرا کر
کسکی تصویر ہے یہ کون ہے یہ رشک قمر

جس چمن کا ہے یہ گل ہے وہ چمن ز ارم
واہ کس برج سعادت سے یہ چمکا اختر

اس شباہت کے کہاں ماہ جبین ہوتے ہیں
قدرت اللہ کی ایسے بھی حسین ہوتے ہیں

اس مصور کا کیا حال کرون کیا اظہار
حسن آباد ہے اک ملک حسینون کا دیار

وان تجابت کو گیا مین تو ہوا اس سے دوچار
مٹ گئی حوصلہ ضبط سے سب نقش و نگار

سوز الفت سے عجب گرمی بازار ہوا
نقد جان بیچ کی اسکا مین خریدار ہوا

حکم تھا شہ نہ لے کوئی یان سودائی
لیچلوں کھینچ کی تصویر یہ دل مین آئی

کھو کے سب مال تجارت یہی دولت پائی
شکل نیرنگ مقدر نے نئی دکھلائی

آج تک ہجر مین فریاد کیا کرتا ہون
شدت غم مین اسے دیکھ لیا کرتا ہون

سنکے یہ حال مصور سی ہوا شوق کمال
دل سی کہتا تھا کہاں اپنی نصیبوں میں وصال

گھر میں آیا تو پڑا بستر غم پر میں نڈھال
قاصد وہم کا جانا ہی وہاں ہی محال

کیسی وصلت کوئی ملنے کا سہارا ہی نہیں
وان لگی آنکھ جہاں ہائے گذارا ہی نہیں

حال تغییر ہوا غم سے یہ ہوتے ہوتے
جان آخر غم محبوب میں کھوتے کھوتے

دونوں رخسار مرے گھل گئے روتے روتے
بخت خوابیدہ مرے جاگ اٹھے سوتے سوتے

کی جو اللہ نے تائید عجب بات ہوئی
ایک درویش سی رستے میں ملاقات ہوئی

قرب حق کے تئیں ہیں جسکو انھیں حاصل یہ مقام
مست دن رات مئے شوق سی پی شیشۂ جام

ماسوی اللہ سی نفرت انھیں اللہ سی کام
آئینہ مثل نظر غیب کا احوال تمام

دیکھکر مجھکو وہ سب حال مرا جان گئے
مر رہا ہے کسی عیسی پہ یہ پہچان گئے

آگیا رحم عنایت کی ہوئی مجھ پہ نظر
لکھ کے تعویذ بھی اک باندھ دیا بازو پر

دی دعا مجھکو کچھ ایسی کہ کھلا باب اثر
ہنسکے فرمایا کہ جا تیری شب غم ہی سحر

لٹ گئی سارے تری رنج و تعب دہر نہیں
صحبت ذرہ و خورشید میں اب دیر نہیں

چھپ گئے وہ تو لگا ہونے مین گھر مین آیا   دل کو کچھ مین نے تو کچھ دل نے مجھے سمجھایا

شام جب ہونی لگی اور بھی جی گھبرایا   فرش کو بیٹھے پہ سرشام مگر بچھوایا

خواب راحت سی نہ آنکھونکو سروکار رہا   صبح تک منتظر طالع بیدار رہا

جب ہوے صبح کے آثار چلی سرد ہوا   بوی محبوب کا کچھ ملنے لگا دل کو پتا

دور سے صبح سعادت کی نظر آئی ضیا   تہنیت کی لیے موجود ہوا ایک صبا

مغز جان تازہ ہوا نکہت جانان آئی   نوبت صحبت بلقیس و سلیمان آئی

روشنی دور ہوا پر نظر آئی مجھکو   شکل تائید مقدر نظر آئی مجھکو

شمع دولت جو منور نظر آئی مجھکو   جان تک جامے سی باہر نظر آئی مجھکو

روشنی دور سے جتنی تو قریب آئی تھی   جان ہوتی تھی ہوا بوی حبیب آئی تھی

دیکھتا کیا ہون کہ اک تخت ہوا آکے ترا   بحر غم تھا جو چڑھا فضل خدا سی اترا

چمکی تقدیر قمر اوج سما سے اترا   ناز سے غمزے سی عشوی سے ادا سے اترا

ہوکے مضطر جو مین آمادہ تکریم اٹھا   درد دل مجھسے بھی پہلے پی تعظیم اٹھا

مہرِ اقبال نمودار ہوا وقتِ سحر ۔ جھلملانے لگے تنویر سے جسکی اختر

مطلعِ نورِ ازل صبحِ جبین سرتاسر ۔ داہنے لمعۂ رخسار کہ ٹھہرے نہ نظر

جلوہ افروز جو وہ چہرۂ پرنور ہوا ۔ نور سے بامِ تجلی کدۂ طور ہوا

تھی مصور نے جو مجھکو وہ دکھائی تصویر ۔ سر سے پا تک وہ بعینہٖ نظر آئی تصویر

پھول اٹھا دل جو نہایت مجھے بھائی تصویر ۔ اپنی ہاتھوں سی خدا نے ہے بنائی تصویر

بختِ بیدار ہے طالع کی مددگاری ہے ۔ یا الٰہی یہ کوئی خواب کہ بیداری ہے

ملک آیا ہے کہ اتری ہے فلک سی کوئی حور ۔ یا پری قاف سی آئی مری آنکھوں کے حضور

بیستون پر یہ ہوا جلوۂ شیریں کا [illegible] ۔ دیکھنا قیس کا لیلےٰ کو ہوا یا منظور

زہرہ آئی کہ قمر برجِ قمر سے نکلا ۔ دوسرا مہر جہانتاب کدھر سے نکلا

ورقِ مہر جہانتاب کہ یہ نور جبین ۔ لمعۂ شمع تجلی کدۂ طور جبین

غیرتِ آئینہ و تختۂ بلور جبین ۔ حسن جنت کا چمن چشمۂ کافور جبین

نورِ یوسف نے اسی مہ جبین سی پایا ۔ شہرہ پایا تو صباحت نے یہین سی پایا

ورقِ نور وہ رخ صفحۂ تنویر وہ رخ
اخترِ بخت وہ رخ کوکبِ تقدیر وہ رخ

حیرتی جسکے مہ و مہر وہ تصویر وہ رخ
قتلِ عاشق کو چمکتی ہوئی شمشیر وہ رخ

دیکھیں خوبان پری چہرہ تو دیوانے ہوں
ماہ و خورشید بھی اس شمع کے پروانے ہوں

پیش گردن پئے تسلیم جھکی گردنِ حور
کبھی اس طرح کی شفاف نہیں شاخ بلور

دستِ صانع نے بنایا ہے عجب دستۂ نور
محفلِ حسن میں ہے شمعِ تجلی کا ظہور

سرکشی سامنے اسکے جو کرے دود کھنچے
شمع سولی پہ ابھی صورتِ منصور کھنچے

عضو سے عضو یہ کہتا ہے کہ یکتا ہوں میں
بینی سی بیند کا ہے قول کہ زیبا ہوں میں

ہے ہتھیلی کا اشارہ ید بیضا ہوں میں
لب سے لبکا یہ مقولہ کہ مسیحا ہوں میں

رمز آنکھوں نے کہو نرگسِ شہلا ہم کو
قول ہے لعلوں کا کہو سیب دو بالا ہم کو

بدر رخسار تو وہ ابروے خمدار ہلال
چاک انجم کی کہا تا تھا رخ صاف خیال

مہر سی بڑھ کی درخشندہ وہ خورشید جمال
کہکشاں کہتی اگر مانگ کو ہے ٹھیک مثال

ایسی حسن کم فلک حسن کی زیبائی ہو
جسکے تقدیر منجم جو تماشائی ہو

جلوہ آرا جو گلستان مین قدِ موزون ہے　　بید مجنون کی طرح سرو چمن مجنون ہے

شاخ گل پر جو پڑی عکس نیا مضمون ہے　　قدر مین طبع کی جنت سی کہین افزون ہے

سر کی شاخ سی زینت کا عیان گل ہو جائے　　مرغ سدرہ کبھی قمری کبھی بلبل ہو جائے

باغ خوبی مین ہی کتنا قدِ رعنا موزون　　جسکی تعریف مین ہی نثر سراپا موزون

مصرع سرو کو سمجھین شعرا کیا موزون　　تو لیی عقل کی میزان مین تو ہی ناموزون

ہی جو انسان ہی اُسی یہ قد آزاد پسند　　جانور فاختہ ہی اس سی ہی شمشاد پسند

چشم بیمار ہی لیکن یہ تعجب کی ہی جا　　اسکا نظارہ ہی دردِ دلِ عاشق کی دوا

کیون نہ ہم نسخۂ مژگان کو کہین دست شفا　　ہو اشارات مین صحت جو مریضون کو عطا

مرض عشق نہین رہتا کسی سودائی کا　　کام بیمار سے ہوتا ہے مسیحائی کا

آنکھ مین سرمہ کی تحریر جو آتی ہی نظر　　مست کے ہاتھ مین گویا کہ کھنچا ہے خنجر

تکیۂ ناز مگر صنعت تیر دو سر　　موی مژگان نہین گویا انھین تیر وکی مین

خون ہے لعل جو خندان لب خوش رنگ ہوئے　　دانت شمشیر تبسم کی لیے سنگ ہوئے

وصف پہلو مین نظر آتے ہین پہلو کیسے
صاف ہین گول ہین وہ ساعد بازو کیسے

جام صہبائے صفا کاسۂ زانو کیسے
دو ہین پیمانے مے حسن سے مملو کیسے

سینۂ صاف نہین حسن کا گنجینہ ہے
جسمین عکس رخ قدرت ہے وہ آئینہ ہے

شرم سے کچھ نہین حاجت کہ چھپائے وہ کمر
جوہر فرد ہے کیونکر کوئی پائے وہ کمر

غیر ممکن ہے کبھی جلوہ دکھائے وہ کمر
غیب بینون کو بھی شاید نظر آئے وہ کمر

جو نہو ہست بتا اسکا کہان ملتا ہے
کسکو آفاق مین عنقا کا نشان ملتا ہے

ناف کو سب گرہ موے کمر کہتے ہین
ہم اسے حسن کی دریا کا بھنور کہتے ہین

چشم عنقا بھی اسے اہل نظر کہتے ہین
جھوٹ سب سچ ہے وہی ہم جو خبر کہتے ہین

یہی تشبیہ مناسب صفت ناف مین ہے
یہ تو چاہ زنخدان شکم صاف مین ہے

پانٔون وہ پانٔون کہ جنکی ہے جگہ دیدۂ حور
آنکھین بے پایان بھی ملین پائین اگر قرب حضور

کف پا مین صفت دیدۂ مہتاب ہے نور
چشم بد انجم افلاک کی اس سے رہے دور

وقت رفتار نئی چال کیا کرتے ہین
فتنۂ حشر کو پامال کیا کرتے ہین

الغرض خوب جب ہر طرح سے پایا اسکو | خلوتِ خاص مین دل دوڑکی لایا اُسکو

فرش کین آنکھین سر صدر بٹھایا اسکو | ہوگیا رام جو باتون مین لگایا اسکو

دونون جانب سے ہوئین طالبِ دیدار آنکھین | نیچی نظرین تہِ سر مین ہوئی لگین چار آنکھین

دل ملے آنکھین لڑین بات کی لذت اٹھی | دیر تک حرف و حکایات کی لذت اٹھی

رفتہ رفتہ یہ مدارات کی لذت اٹھی | ہمنشینی سی ملاقات کی لذت اٹھی

شانۂ زلف بنا پنجۂ مژگان میرا | دستِ شوق اسکا ہوا طوقِ گریبان میرا

اُس گلِ تازہ سی مین جیسے وہ گلدستہ لپٹا | مین گلی سی یہ ساعدسی وہ بازو لپٹا

عشق پیچے کی طرح پاکے جو قابو لپٹا | ہار بنکر مری گردن سی وہ گیسو لپٹا

منہ سی منہ ملنے لگا سینہ سی سینہ کیا | عطر ملنے لگا کپڑون مین پسینہ کیا کیا

لب پہ آہستہ یہ آواز کہ بس او کافر | گرہ ابرو سی عیان چین جبین سی ظاہر

شرم سی نیچی نگاہین مگر آنکھین ساحر | ہوش دل سی کہان مانے نہ حاضر حاضر

کچھ نہ پوچھو اُسے جوشن سرمست کیا | نشۂ شوق نی دونون کو سیہ مست کیا

کم نہ تھی اسکی جوانی سے جوانی میری   وہ جو افسانہ تو مشہور کہانی میری

اُس طرف اسکی ادھر سحر بیانی میری   جو کہا اُسنے زبان سے وہ زبانی میری

اُسکے سینے نے اُدھر اسکو ابھارا کیا   جال مجھپر مری بیتابی نے ڈارا کیا

مسنکی بھرنکی صدا ہوش ربا ہونے لگی   طبع کو خرمی دخلِ بیجا ہونے لگی

آمد و رفت جو لذت کی سوا ہونے لگی   منہ کھلا شیشے کا قلقل کی صدا ہونے لگی

اُسنے پرتوِ خورشید سے اختر پائے   فیضِ نیسان سے صدف نے گہرِ تر پائے

مے وصلت کے چلے بسکہ پیاپے ساغر   دین و دنیا کی نہ باقی رہی دونوں کو خبر

گوش ساغر میں کہا شیشے نے جو جھک جھک کر   روح غش کر گئی سنکر کے اللہ رے اثر

کون سا جوش تھا جو بادۂ سرجوش نہ تھا   اس طرف اسکو ادھر مجھکو ذرا ہوش نہ تھا

اسکو اور مجھکو خبر کچھ نہ زمانے کی رہی   دل کو خواہش کہیں آنیکی نہ جانیکی رہی

روز ترکیب محبت کی بڑھانے کی رہی   کبھی بہکی نہ زبان بات ٹھکانے کی رہی

لب بلب شب کو رہے صبح تلک جام چلے   چشمۂ مہر جو چمکا سوئے حمام چلے

ایسا معشوق ہو فضل خدا سے جو نصیب — آنکھیں دن رات ہوئیں محو تماشائے حبیب

مرض غم نہ رہا کوئی ملا خوب طبیب — خواب مین بھی نظر آئی نہ کبھی شکل رقیب

نئی سامان طرب شام و سحر ہونے لگے — عشرت و عیش مین دن رات بسر ہونے لگے

تھا بہت وضع کا پابند جو وہ پردہ نشین — گھر مین رہتا تھا فقط دھن مین جاتا تھا کہین

ایک دن پاکے اداس اسکو برائے تسکین — عرض کی مین نے کہ او مہر لقا ماہ جبین

کیون پریشان رہا کرتے ہو گل کیطرح — زیست ہے مثل گل کی کا تو گل و بلبل کیطرح

کون یون شاک نہین کون نہین ہے زیور — آبرو پائے کبھی گوش سے سلک گوہر

چمکے جگنو کبھی سونے کا گلے مین پڑکر — بازوون سے کبھی جوشن کی بھی چمکین اختر

پڑی ہاتھون مین سونے کی کڑی بال کبھی — پائے نازک سے ہو آوازۂ خلخال کبھی

دوستانہ جو یہ ترکیب سے سمجھائی — شغل پیدا ہو کوئی اسپہ طبیعت آئی

مسی سرمہ سے ہوئی مد نظر زیبائی — کوچۂ زلف مین شانے نے رسائی پائی

شوق نمونے کا ہو شغل طبیعت کے لیے — عورتین چند ملازم ہوئین خدمت کے لیے

روز تجویز ہوئی رقص و غنا کی محفل / نام اس بزم کا رکھا گیا عشرت منزل

آگیا گانے بجانے کی طرف ایسا دل / کہ ملازم ہوئے اس علم کے اکثر کامل

حاضر بزم ہوئے شہر کے گانے والے / اچھے اچھے ہوئے موجود بجانے والے

بین کاروں کا سر دست مقدر چمکا / سر سے سارنگیوں کے تو رباب چمکا

آئے جو طبلہ نواز اون کا بھی اختر چمکا / جو مجیرہ تھا وہ مثل مہ انور چمکا

سامنے آئے وہ نایک جو تھے سج دھج والے / حاضر بزم ہوئے کتنے پکھاوج والے

ٹپے والوں نے کیا بزم میں اظہار کمال / ٹھمریاں گائیں کسی نے تو ہوا لالا لال

وہ بھی موجود ہوئے خوب جو گاتے تھے خیال / آئے وہ دُھرپتی بھی جو کہ نہ رکھتے تھے مثال

دل ہلا پیر فلک کا بھی وہ گانے گائے / خشک ہو ہو گئی زہرہ وہ ترانے گائے

ناچنے والوں نے وہ دھوم مچائی آ کر / کہ ہوا چار طرف بزم میں شور محشر

تیوریاں ایسی چڑھیں اور ہوئے رخ تمتم / نیچی آنکھیں ہوئیں تیغیں تو اشارے خنجر

اٹھ گیا ہاتھ جدھر اک نئی آفت اٹھی / پاؤں کی ٹھوکروں سے گرد قیامت اٹھی

ایسے نقال کہ دیکھے نہ سنے آج تلک — تالیون کی درافلاک پہ پہونچی [illegible]

گہ کمر مین کبھی لچک گاہ کبھی اعضا مین پھڑک — گہ جوان گاہ بنے پیر کبھی ہم کودک

کبھی زاہد کبھی میخوار بنے تیزی سے — زعفران زار ہوئی بزم طرب خندے سے

دو پہر رات گئے تک تو یہ جلسے اکثر — بعد ازان مشغلۂ بادہ و دور ساغر

ہمنشین بیٹھی ہوے گرد مرصّع زیور — چور سب نشہ مین جامے سے سراپا باہر

شان جام مئی گلگون مین گل خندان کی — قلقل شیشہ صدا بلبل خوش الحان کی

کبھی رونا کبھی ہنسنا کبھی گانا کبھی جنگ — مستی بیخودی کیفیت کا پھیلا ہوا رنگ

داستان لب پہ کبھی حشمت کی ترنگ — فکر ناموس نہ کچھ مستون کو نہ اندیشۂ ننگ

اشک آنکھون سے گرانے کبھی باران کی طرح — جھومنا نشہ مین اشجار گلستان کی طرح

ایک سے ایک بغلگیر کبھی مستی مین — آئینہ صورت شمشیر کبھی مستی مین

لب پہ بہکی ہوئی تقریر کبھی مستی مین — خامشی صورت تصویر کبھی مستی مین

بوسے لینا کبھی جھک جھک کے لب ساغر کے — ہاتھ کاندھے پہ کبھی ساقی مہ پیکر کے

رقص رندانہ کہین لغزش مستانہ کہین
گریہ شیشہ کہین خندہ پیمانہ کہین

دل سی شیشے کی پریکا کوئی دیوانہ کہین
شمع مینا کا کوئی شوق سی پروانہ کہین

جام کو دیکھکے کہنا کبھی خورشید کیا
روبرو ساقی ذیجاہ کی جمشید ہی کیا

کوئی طاؤس کوئی عالم مستی مین سحاب
رعد کوئی تو کوئی برق کی صورت بیتاب

کبھی کہنا کہ گزک چاہیے کچھ بعد شراب
بط مے سیخ کرو آج بھنین اُسکے کباب

توڑ مین تیر کوئی کاٹ مین خنجر کوئی
تیغ عریان کیطرح جامے سے باہر کوئی

داستان لیلی و مجنون کی کبھی ورد زبان
کہین فرہاد کا قصہ کہین شیرین کا بیان

ذکر پر وامق و عذرا کی کوئی گرم فغان
دل مین بڑھکی کبھی چاک جگر مثل کتان

عاشقانہ کبھی اشعار سنانا رونا
مثنوی میر حسن کی کبھی گانا رونا

رند ایسے جو ہوئے آکے شریک صحبت
بدلی انکی بھی طبیعت نہ رہی وہ نیت

بندھ گئی اور ہی سامان کہان کی عبرت
دل نی چاہا کہ کوئی اور بھی نکلے صورت

وہ بھی پینے لگے جلسون مین سیاہی کیا کیا
رنگ مین رنگ ملا رنگ نکالے کیا کیا

ہمنشینون سے یہ کہنا کہ کہو رنگ جہان — کون اس باغ مین گل کسکا ہی قد سرو روان

شہر مین کتنے حسین عشق کا چرچا ہی کہان — کون کس پر ہی فدا کون ہی کس پہ قربان

ہمنشینونکا یہ کہنا کہ کہے کیا کوئی — آپ ہی آپ ہین بس انہین ایسا کوئی

سنکے کہنا کہ نہین جھوٹ بناتے ہو ہمین — فقرے دیتے ہو یہ فقرے جو سناتے ہو ہمین

باندھی ہی جو ہوا تمکو اوڑاتے ہو ہمین — ذرے ہین مہر جہانتاب بناتے ہو ہمین

ہم سے سیمین بدن و ماہ جبین ہونگے بہت — کارخانہ ہی خدائی کا حسین ہونگے بہت

ہمنشینونکا یہ کہنا تمہین قدمون کی قسم — جھوٹ کہتی ہون اگر آنکھون سے معذور ہون ہم

ہین تو دو چار حسین اور بھی پر آپ سے کم — سامنے آئین تو گردن ہو ابھی شرم سے خم

روبرو چاند کی تارون مین صباحت تو ہے — مہر کے سامنے ذرونکی حقیقت تو ہے

انکا کہنا کہ اگر راست تمہارا ہے کلام — سبب اسکا تو بتاؤ نہ ہے تعجب کا مقام

حسن مین تمکے ہین شہرے صفت ماہ تمام — جانتا بھی نہین اتنا تو کوئی شہر مین نام

ایسے ہوتے ہم اگر نامہ و پیغام آتے — سیکڑون دیکھنے کو عاشق بدنام آتے

ہمنشینونکی یہ تقریر کہ ہو عفو قصور
کس نے دیکھا ہے کبھی گھر سے نکلتے ہین حضور

گھر مین روزن ہو تو باہر ہو عیان شمع کا نور
آج تک پردہ نشین آپ ہین چشم بددور

ہون مسیحا سے جو آگاہ تو بیمار آئین
آگے بازار مین یوسف تو خریدار آئین

چاند نکلے تو اُسے دیکھکے ٹکڑے ہو کتان
روے خورشید ہوے پردہ تو ذرے ہون عیان

شمع روشن ہو تو پروانے ہون آ کے قربان
بلبلین خندۂ گل دیکھین تو ہون گرم فغان

عشق قمری کو ہوے سیر گلستان کیونکر
ابر دیکھا نہین طاؤس ہو رقصان کیونکر

لطف کیا حسن کا جبتک نہو خواہان عالم
چاہیے جنبش مژگان سے صفین ہون برہم

ڈھونڈھنے جائے کمر کوئی تو ملک عدم
گر پڑے چاہ ذقن مین کوئی ہو کر بے دم

آئین ابرو سے تہ خنجر خونخوار گلے
شہرت ہوتا ہی جب گلی مین ہو جا کے گلے

سنکے یہ باتین طبیعت مین جما رنگ اثر
بولے معلوم ہوا اب کہ یہ سچی ہے خبر

دیکھو اب ہم بھی دکھاتی ہین کچھ اپنے جوہر
تو بھی سب سے سوا ہم پہ مرین اہل نظر

تیغ کوچے مین ہماری رہین پیاسے عاشق
چھوڑ کر اسکو پھرین گرد ہمارے عاشق

جم گیا رنگ ہوے شاد مصاحب کیا کیا — نسخے کرنے لگے ایجاد مصاحب کیا کیا

ہوے نیرنگ مین استاد مصاحب کیا کیا — کیں کرنے لگے کیاد مصاحب کیا کیا

کسی عاشق کا خط شوق سر شام آیا — صبح پیدا جو ہوئی دلبر کا پیغام آیا

صدمے جس وقت بہت دل پہ ہمارے گذرے — آشنائی سے ہم اندوہ کے مارے گذرے

چار دن اور بھی جب ہجر کی کناری گذرے — گنبد چرخ سے نالون کے شرارے گذرے

میل خاطر کو ہوا جوشش سودا کی طرف — جی مین آیا کہ چلے جائیے صحرا کی طرف

بے تکلف تھی جو احباب کئی دن سے کہا — حادثہ ہم پہ یہ ہے گردش قسمت سے پڑا

کہ وہ محبوب جو سو جان سے تھا ہم پہ فدا — ہم تو مرتے ہین مگر کچھ نہین اُس کو پروا

وصل کیسا نہین نظارہ میسر ہوتا — کاٹتے ہم تو گلا پاس جو خنجر ہوتا

صبر کو بھی اگر دل نہین کرتا ہے قبول — آپ ہی ہین جو نہ ہو سکے نصیحت سے فضول

یہ اگر چاہے ہی اس بت سے صفائی ہو حصول — نہین ممکن نہین ممکن کہ ہوا بات کو طول

دل لہو ہوتا ہے ہر بات مین ان بن پڑنا — کھیل ہستی کا بگاڑ مین بھی ان بن پڑنا

یہ حکایت جو سنی سوچ مین آئی احباب
بدلے اشکون کی ہر ایک چشم سے برسا خوناب

آہین بھر بھر کی کہا سب نے کہ او خانہ خراب
جیسے پروانہ ہی تو وقف ہے وہ حسن شباب

سوچ کس سحر کی یادہ کاکل خمدار نہین
شمع کس بزم مین وہ چاند سا رخسار نہین

یہ مثل کیا نہین مسموع کہ جی ہی تو جہان
آپ ہی جب نہ ہوے عیش کا سامان کہان

تمکو یہ رنج یہ اندوہ ہی یہ کاہش جان
اسکو کچھ دھیان نہین جس سے ہی سرزد وہان

ترک الفت جو کمیت ہو تو کچھ بات نہین
ایسے ہرجائی سے کچھ لطف ملاقات نہین

مین نے دل سے یہ کہا تم جو یہ کرتے ہو بیان
دیدہ ہے یا یہ شنیدہ ہی یقین ہے کہ گمان

اپنے نزدیک تو ایسا نہین وہ راحت جان
نہین آتا ہے کسی طرح یقین لیکن ہان

شمع محفل مین نظر آئے ابھی تو جانین
ہمکو آنکھون سے دکھا دو جو کبھی تو جانین

ایسی کچھ بات ہو جس بات سے ہو رفع حجاب
چہرہ شاہد مقصود سے اٹھ جائے نقاب

دیکھ لین آنکھ سے ہم بھی تو یہی عین صواب
متردد ہوے اس بات کو سنکر احباب

ایک سے ایک یہ بولا کہ کہان دیکھا ہے
ایک صاحب نے کہا اُنہین کہ ہان دیکھا ہے

مین تو خاموش ہوا ہو گئی صحبت وہ تمام
ایک دن آئے مرے گھر پہ وہ ملک شام

دی صلا آئیے چلیے کہ ہی عشرت کا مقام
دیکھیے سیر کہ ہین جمع بہت گل اندام

خوبرو جشن مین نزدیک کے اور دور کے ہین
نور کی بزم ہے سب نور نشین نور کے ہین

مین چلا ساتھ مری سارے ہوا خواہ چلے
مین تو ساتھ اونکی چلا وہ مری ہمراہ چلے

کہکشے سب کرتے ہوے سیر شب ماہ چلے
تذکرے میری آنسو کی طرح گاہ چلے

دھیان سب کو رہے جب تک کوئی راہ نہ ہو
یہ رہے حلقے مین انکی کوئی آگاہ نہ ہو

الغرض پہنچے جو وان نور کا سامان دیکھا
جسکو ایوان فلک کہیے وہ ایوان دیکھا

گل نظر آئے تماشائے گلستان دیکھا
آنکھ حورون پہ پڑی روضۂ رضوان دیکھا

فرش تا اوج زر و الماس لگا ایک کا تھا
ہر جگہ نور عیان چادر مہتاب کا تھا

ہیا منقش چھلی ہوئی بیٹھے تھے وہ جبین
جھاڑ فانوس یہان تک کہ شمار انکا نہین

شانۂ عنبر سی جھکتی ہوئی محفل کی زمین
ایک شہزادہ آفاق وہان صدر نشین

شاہزادے کئی مسند کی کنارے دیکھے
پاس مہتاب کے دو تین ستارے دیکھے

چلمنین نور کی چھوٹی تھین درو چمن تا باب — انمین تھی ایسے حسین جن پہ تصدق تھا شباب

صاف چلمن سی عیان نور ملبوس کی آب — بزم مہکی ہوئی خوشبو سی کہ چھڑکی تھی گلاب

نکہت زلف سا مشک فشان ہوتی تھی — مشک کی بو کوئی پیدا و نہان ہوتی تھی

چلمنون تک تو کسیکی تھی رسائی معلوم — رفتہ رفتہ یہ بندھا رنگ کہ چھلکے معصوم

سامنے ہونے لگی رقص و غنا کی جب دھوم — چار جانب سے ہوا اہل تماشا کا ہجوم

الغرض ہم بھی بڑی دیر مین اس جا پہونچے — مجمع عام مین چلمن کی قرین جا پہونچے

سب کی نظرون سی نہان باغ مین جسطرح سی تو — فاش پردہ نہ کہین ہو یہ بچایا پہلو

آنکھ چلمن کی طرف سے ہٹی پر سر مو — خوب دیکھا تو ہوئی نخل تمنا کی نمو

دور سی اس رخ روشن کی جھلک سی دیکھی — ہنسنے مین گوہر دندان کی چمک سی دیکھی

ایک نقال نے اسوقت جو کی نقل عجیب — قہقہہ مار کے چلمن مین ہنسا وہ حبیب

پہونچی اس شوخ کی آواز جو کانون کے قریب — ہوگیا دل کو یقین ہی یہ وہی اپنی نصیب

کان ہنسنے مین جو آواز کو پہچان گئے — وہی خورشید ہی اس ابر مین ہم جان گئے

بولی احباب کہ اب تو نہیں جھوٹ یہ خبر
جو کہا ہم نے وہ آیا تمھیں آنکھوں سے نظر

لو چلو اب کہ ٹھہرنا نہیں اس جا بہتر
حال کھل جائیگا پہچان گیا کوئی اگر

شوق کچھ سیر و تماشا کا نہیں اب چاہیے
کام سے کام ہے مطلب ہے سے مطلب چاہیے

کیا کہیں حال کہ کس طرح وہاں سے آئے
شکل آدم بصد افسوس جہان سے آئے

بیخبر جوش غم و درد نہان سے آئے
کچھ نہ معلوم ہوا پھر کے کہاں سے آئے

آتے ہی بستر اندوہ پہ بیہوش ہوئے
ہوش جاتے رہے تصویر خاموش ہوئے

پچھلی شب کو جو ہوا ہوش کیا دل میں خیال
صبح کو گرم ہے اب معرکۂ جنگ و جدال

آگئے آنکھوں کی اندھیرا تھا کہ غصہ تھا کمال
بیوفائی کا کبھی غم کبھی فرقت کا ملال

دھیان تھا جسم میں اب جان ہی یا کھو جائے
صبح کیا ہوتی ہے جو کچھ کہ ہے ہونا ہو جائے

غم سے دل بیٹھ گیا تن پہ کھڑے ہوگئے مو
ہر بن مو سے ہوئی نشتر ایذا کی نمو

تھا یہ نزدیک کہ لے تیغ گریبان سے گلو
یہ چڑھا غصہ کہ آنکھوں میں اتر آیا لہو

طرفہ نیرنگ تلون ہمیں دکھلاتا تھا
ایک رنگ آتا تھا رخسار پہ اک جاتا تھا

صبح کی وقت ہوا چہرۂ خورشید جو لال — مشتعل اور بھی سینے مین ہوا داغ ملال

غیرت عشق کا ہر بار یہ تھا دل سی سوال — قابل ربط نہین دیکھ چکی آنکھ سی حال

کنج خلوت مین بلانے کو بلایا اس کو — پاس آنی نہ دیا دور بٹھایا اس کو

دلمین اپنے وہ رکا جاتا ہے ہوش و حواس — قطع امید محبت نی دکھایا رخ یاس

ہم نے اُس دم یہ کہا تمکو عبث ہی وسواس — وجہ ہی اسکی طبیعت جو ہماری ہی اداس

ابر غم خاطر ناشاد پہ جو چھایا ہے — آیا احوال گذشتہ ہمین یاد آیا ہی

ہوگی مشتاق لگا کہنے وہ غارتگر جان — کون یہ درد وہ قصہ ہے کہو کچھ تو بیان

راز دل دوست سے کرتے نہین کیا دشمن عیان — دل ہمارا جو ہی بیتاب ہے ہین تا کہ بیان

مدتون عشق کیا قصۂ غم بھی تو سنین — کہیی کہیے وہ خدا کے لیے ہم بھی تو سنین

تنگ ہو کر یہ کہا ہم نے کہ کیا خاک کہین — کچھ جو روئی سی تھمین دیدۂ نمناک کہین

تم یہ خواہان ہو کہ حال دل صد چاک کہین — ہم یہ کہتے ہین کہ کیا گردش افلاک کہین

یہی مرضی ہی تو لو سوز جگر کہتے ہین — گو کہ کہنے کا نہین حال مگر کہتے ہین

بیشتر ہمسی ملاقات تھی اک مہ رو سے / ایک ساعت بھی بسر کرتا تھا نہ وہ ہم سے

اسنے تسخیر کیا تھا یہ ہمین جادو سے / گرد رخسار پھرا کرتے تھے ہم گیسو سے

صفت قبلہ نما آنکھ تھی ابرو کی طرف / دل کھنچا جاتا تھا ہر مرتبہ گیسو کی طرف

فخر تھا خوب یہ محبوب وفا کیش ملا / کیا خوش اسلوب یہ محبوب وفا کیش ملا

دل کو مرغوب یہ محبوب وفا کیش ملا / خوب محبوب یہ محبوب وفا کیش ملا

وضع سادہ ہی تکلف سے سروکار نہین / کلفتون سی یہ زمانے کی خبردار نہین

اپنے سائے سے بھی پرہیز کہان غیر کا دخل / شرمگین چہرہ عرق ریز کہان غیر کا دخل

گھر مین آئی نہ ہوا تیز کہان غیر کا دخل / ہم تھے اور زلف دلآویز کہان غیر کا دخل

وائے غیر در گلشن کا شناسا نہ تھا / گل و بلبل کے سوا سبزہ بیگانہ نہ تھا

ہم جو سمجھے تھے حقیقت مین غلط تھا وہ گمان / ایک محفل مین جو اک روز گئے ہم مہمان

کئی شہزادیان تھے وان زیب دہ صد مکان / چلمنین کچھ کہ کمین اسمین حسینان جہان

جا کی جب غور سے چلمن کے برابر دیکھا / اسی بے پردہ کو اس پردے کے اندر دیکھا

یار کو صحبتِ اغیار مین پایا ہم نے
مثل یوسف اُسے بازار مین پایا ہمنے

لالہ سان داغ چمن زار مین پایا ہم نے
فرق مطلق نہ گل و خار مین پایا ہمنے

مکر روباہ سراسر نظر آیا ہمکو
خوابِ خرگوش سی قسمت نے جگایا ہمکو

ایسی نفرت ہوئی دیکھی جو بُرائی اُسکی
کہ گوارا ہوئی ہر طرح جدائی اسکی

پھر نہ پہلو مین بٹھایا نہ اٹھائی اسکی
مل گئی خاک مین سب جلوہ نمائی اسکی

کبھی اس کعبۂ ابرو مین مناجات نہ کی
عید کی روز بھی پھر اُس سی ملاقات نہ کی

یہ حکایت جو کہی ہم نی تو وہ غیرت ماہ
ایک ہشیار تھا سمجھا کہ یہ کچھ اور ہی راہ

رک رہا پہلے تو پھر ہنسکے کہا اور ہنسی کہ واہ
کیا نہین آپکی باتون مین ہین ماشاء اللہ

بدگمانی ہوئی کچھ قدر نہ جانی میری
خوب سمجھا مین کہی تم نی کہانی میری

تمنے اسوقت سنایا جو فسانہ سچ ہے
میہمان آپکا اس بزم مین جانا سچ ہے

پیچھے چلمن کی وہان ہمکو بھی پایا سچ ہے
جھوٹ پر جھوٹ ہی سچ مین نی بنایا سچ ہے

چشمۂ صاف مین لوث خس و خاشاک نہین
پاک آئین ہی جو انسان کا تو کچھ باک نہین

تو سنو صاف نہین اب کوئی پردے کا مقام ‏ جھوٹی باتون کا بنانا نا کسی کا ہی کام
وہ مرا گھر ہی جہان آپ گئی تھی سرِ شام ‏ میرے بھائی تھے وہ شہزادے یہی راست کلام
دخل بیگانی کا اُس گھر مین کسی طرح نہ تھا ‏ سب یگانے ہی یگانے تھے کوئی اور نہ تھا

ایک بس آپکی قسمت جو ہوئی تھی یاور ‏ دفعتہً تخت وہ اترا تھا لب بام آکر
بس سبب یہ تمھین معلوم نہ تھا میرا گھر ‏ بھائیون سے مرے واقف تھی نہ بہنون سے خبر
میری بہنون سے بہتر وہ پریخانہ تھا ‏ بھائیون سے مرے آباد وہ کاشانہ تھا

سالہا سال نہ پائی جو عزیزون کی خبر ‏ خون نے جوش یہ مارا کہ ہوا دل مضطر
چاہتی آپ سے دو روز کی رخصت بھی اگر ‏ تم یہ کہتے کہ نہین ہجر گوارا دم بھر
پانون گھر سے کسی جانب نہ بڑھانے دیتے ‏ چاہتی لاکھ کسی طرح نہ جانے دیتے

تا بمقدور بہت دل کو سنبھالا ہم نے ‏ اقربا ہمکو بلایا کیے ٹالا ہم نے
گھر سے بے اذن قدم اب جو نکالا ہم نے ‏ ہین خجل سر کو گریبان مین ڈالا ہم نے
آپ سچ کہتے ہین ایسی تو گنہگار ہین ہم ‏ دیجیے تعزیر ہمین اسکی سزاوار ہین ہم

اسکے کہنے سے ہوا سخت تحیر کا مقام
خوب تحقیق کیا اسکو تو یہ تھا راست کلام

اقربا تھے وہی اس شوخ کی سب نام بنام
وہی بھائی وہی بہنیں وہی کنبہ تھا تمام

حال عالی نسبی کا جو ہویدا ہوا
سخت شرمندہ ہتک سے دل زار ہوا

ڈال کر ہاتھ گلے میں یہ کہا جرم معاف
بدگمانی فقط اپنی تھی بچشم انصاف

کوئی بہکائے نہیں چلنے کی اب اد خلاف
پھر وہی ہم ہیں وہی تم ہو وہی طینت صاف

بس امیر آگے نہ بڑھ ختم سخن کر خاموش
ہو گئی صلح لڑا خوب مقدر خاموش

الحذر جوشِ جنون سلسلہ جنبان پھر ہے — الامان خاطرِ ناشاد پریشان پھر ہے
دامنِ دل دیِ وحشت کہ داماں بھی پھر ہے — جادۂ دشت مرا چاک گریبان پھر ہے

موج اشکون کی نظر آتی ہی زنجیر مجھے — پیچ تقدیر کا ہے طوق گلوگیر مجھے

تنگ ہون تہر سی الفت ہے بیابان سی مجھے — خفقان ہوتا ہی گلگشت گلستان سی مجھے
اپنے کپڑی نہین کم خانۂ زندان سی مجھے — طوق وحشت نی پہنایا ہی گریبان سی مجھے

حلقے آنکھونکی نہین ضعف کی تصویرین ہین — جسمِ لاغر مین رگین جتنی ہین زنجیرین ہین

شدتِ گریہ ہی اشکون کی فراوانی ہی — کشتیِ چرخ تلک کشتی طوفانی ہے
شوقِ دل مستعدِ سلسلہ جنبانی ہی — آہ پر درد وہ کہ زنجیر پریشانی ہے

تیغ افغان جو کھنچے شرم سی بجلی کٹ جائے — شورِ نالون کا سنے رعد کلیجا پھٹ جائے

دلکی وحشت ہی یہان تنگ کہ ہی صحرا معمور — روح مجنون کی گریزان ہی مرے سائی سی دور

شور زنجیر سی ہے چار طرف شور نشور — نالہ کش دل نہین پھونکا ہی سرافیل نی صور

لب پہ آہ آئی اگر خلق پہ آفت آئی — مردے قبرون مین یہ چلائے قیامت آئی

اسقدر چہری سی نمایان ہین یہ وحشت کی اثر — ڈر کے اڑ جاتی ہین طائر بھی مین جاتا ہون جدھر

نہین خالی مری صورت سے فقط جن و بشر — راہ سی خار تلک اڑ گئے ناگن بن کر

دیکھے وحشت تو رمیدہ ابھی آہو ہو جائے — پڑھکی نام اپنا جدھر پھونکون مین کرون جن ہو جائے

دلمین وہ درد کی شدت کہ الٰہی توبہ — جان وہ مورد آفت کہ الٰہی توبہ

رخ پہ زردی کی وہ صورت کہ الٰہی توبہ — دم کا رکنا وہ قیامت کہ الٰہی توبہ

دل لگانا حق انسان مین برا ہوتا ہے — تو آنکھون مین نہین دیکھیے کیا ہوتا ہے

کل کہی ذکر کہ رسوائی سی مین ڈرتا تھا — جسمین بدنامی ہو وہ بات نہ مین کرتا تھا

آہ سی کام نہ تھا ضبط کا دم بھرتا تھا — پھونک کر وادی وحشت مین قدم دھرتا تھا

آشنا پاؤن تھی خار مغیلان سی کبھی — ہاتھ کو ربط نہ تھا چاک گریبان سی کبھی

اسکے کہنے مین نہ آتا تھا مین چوکا چوکا — ٹال جاتا تھا اڑاتا تھا مین چوکا چوکا

غول کو راہ بتاتا تھا مین چوکا چوکا — دل کسی سے نہ لگاتا تھا مین چوکا چوکا

اور کیا کام ہوا آپ کو ناکام کیا — پھر وہ رہتا ہے تصور کہ یہ کیا کام کیا

آہ کیا جانیے کیا یہ دل شیدا سمجھا — تھی کجی اس کی کہ اس راہ کو سیدھا سمجھا

آنکھین پھوٹی تھین کہ اس چاہ کو اچھا سمجھا — مین تو سمجھاتا تھا لیکن نہ یہ اندھا سمجھا

گر پڑا چاہ زنخدان مین ڈبویا مجھکو — دو جہان سے ہی کم ظرف نے کھویا مجھکو

قید ہی گیسوی خمدار نہ ہونا تھا مجھے — نرگسی چشم کا بیمار نہ ہونا تھا مجھے

عندلیب گل رخسار نہ ہونا تھا مجھے — قمری سرو قد یار نہ ہونا تھا مجھے

نشل گلین ہین عیان ہر رگ و پے سے کانٹے — اپنے حقین کوئی بوتا نہین ایسے کانٹے

اب تو آفت مین پھنسا خیر جو ہونا تھا ہوا — کوچۂ عشق کجا منزل آرام کجا

ہی جنون جوش پہ وحشت کی ترقی ہے سوا — خیر ہو خیر ہو دیکھون کہ ہے تقدیر مین کیا

عکس رم کرتا ہے گھبرا کے اب آئینہ سے — کوئی کھینچے لیے جاتا ہے یہ دل سینہ سے

ایسی حالت میں میں حیران ہوں کس کس کا گلا
گلۂ بخت کروں یا میں فلک کا شکوہ

یہ تو سب ایک طرف ایک جو محبوب ملا
نہ مدارات نہ الفت نہ محبت نہ وفا

غم نہ ہوتا جو کبھی وصل کا ساماں ہوتا
منہ نہ اپنا وہ چھپاتا نہ میں عریاں ہوتا

کیا کروں راہ پہ کس راہ سے لاؤں اسکو
کس روش کوچۂ محبت کا جھنکاؤں اسکو

کہیں ملتا نہیں جو درد سناؤں اسکو
زخم دل چیر کے سینے کو دکھاؤں اسکو

دل شکستہ ہی طلب وصل کی لاحاصل ہے
شیشہ ٹوٹا ہی تو تسخیر پری مشکل ہے

کون ہمدرد ہے ایسا کہ وہاں تک جائے
جسطرح ہو اسے سمجھا کے یہاں تک لائے

نامہ لکھوں تو نظر اور ہی عالم آئے
جسکو جانے کو کہوں، راہ مجھے بتلائے

مرغ ہوئی حرکت ٹوٹی ہوئی پر کی طرح
چھپ رہے چاہ میں قاصد بھی کبوتر کیطرح

بات کیسے ہی دھیان میں آئی ہے مگر
بیٹھیے چھپ کے کسی روز سر راہ گذر

دوڑ کر تھامیے دامن کو جو آجائے نظر
جتنے شکوے ہیں وہ سب کیجیے بے خوف و خطر

رحم پر آئے، خفا ہو، وہ جھجکے یا رک جائے
دور ہو روز کا قصہ کہیں جھگڑا چکجائے

تھا اسی فکر میں میں غرق کہ پہونچی یہ خبر
بھیڑ اغیار کی ہی بیٹھے ہیں وہ کمری پر

جوش غیرت سی رہا پھر تو نہ قابو میں جگر
لیچلا واں دل بیتاب مجھے دوڑا کر

کان میں دور سی جسدم مری نالی آئی
ہنس کے بولے کہ بڑے چاہنے والی آئے

چڑھ گیا بام پہ میں بھی نہ رہا پاس ادب
پھیر کر منہ کو وہ بولا کہ کیا کس نے طلب

نہ رہی تاب ہوا سخت مجھے رنج و تعب
جی کڑا کر کے کہا میں نے کہ تا چند غضب

طعن نازک کو مری چبھین جیسی خنجر ہی
سخن سخت ہر اک دل کی لیے پتھر ہی

ہو گیا تم ہی نے دیکھ کے میرے تیور
انحلاطاً یہ لگا کہنے کہ آ نکلے کدھر

برسوں آ بشکل تمہاری نہیں آتی ہی نظر
کوچہ گردی نہیں جاتی ہی طبیعت سے مگر

ایسے ہیں نام تمہارے سحر و شام نئے
واہ وا وضع نئی شغل نئے کام نئے

جلکے میں نے یہ کہا واہ ری الٹے الزام
یہی الزام کی صورت ہے تو بندی کا سلام

منہ گریبان میں ڈالو تو ذرا اے گلفام
کس سے بدنام ہے دنیا میں محبت کا نام

آپ بدنام ہو تم کرتے ہو بدنام مجھے
راستی تم میں نہیں الٹے ہیں الزام مجھے

خام سمجھا تھا تمھیں تم ہو بڑے ہی پکے — مجھسے کہتی ہو کہان آج کدھر آ نکلے

انھین باتون سے تو مین ہار گیا تم جیتے — انھین چالون سے تو صاحب مری چھوٹی چھکّے

بس بہت بڑھ چلو سو جو تو اپنی حد مین — رات بھر میری گذر جاتی ہے چپکی مین

کھیلتا ہون سحر و شام مین مچھلی کا شکار — سیر ہی صیادی کی ہے مردم آبی مین بکار

آبی پوشاک پہنتا ہون مین پیش اغیار — تنہا ہی لڑواتا ہون مینڈھے لب دریا ہر بار

سیر دریا کو شب ماہ مین مین جاتا ہون — پیرنے کو صفت موج مین لہرا آتا ہون

حسن تو ای مایۂ آرام دل و جان جہان — ناز و انداز مین تھی تجھکو تمیز ایسی کہان

جتنے معشوق کیا لاکھ ہوی حسن عیان — اب جو محبوب ہوا اور ہی آنکھ اور زبان

تمھین تم سی کہ ہوئین لطف ملاقات نہین — بات مین بات جو پیدا ہوئی وہ بات نہین

یاد ایام کہ شوخی کا یہ انداز نہ تھا — غمزہ خونریز نہ تھا ہوش ربا ناز نہ تھا

قابل انداز نگاہ غلط انداز نہ تھا — برق جانسوز ترا شعلۂ آواز نہ تھا

ایسی کب گرمی بازار رہا کرتی تھی — بھیڑ کس دن پس دیوار رہا کرتی تھی

آگے کب حسن خداداد کا تھا شہرہ تمام
کسی ناکام کو کب سوزِ نہاں تھا ناتمام

بھیجے آتی تھی کب اغیار کے پیغام و سلام
کب یہ جانتے تھے عشاق سے وصلت کے مقام

لُٹنیاں کاہے کو یوں گھر میں پڑی رہتی تھیں
ڈولیاں کٹنے کی ڈیوڑھی میں دھری رہتی تھیں

بھیجتا تھا کوئی موتی کا نہ اسکو مالا
تھا نہ یہ علم کہ کیا چیز ہے بُندہ بالا

بول پازیب کی جھنکار سے کب تھا بالا
چڑھتے تھے نام سے زیور کے حضور والا

فتنہ پرداز نہ رہتی تھی کبھی گھات میں یوں
بو ملیں عطر کی آتی تھیں نہ خلوت میں یوں

سمجھتیں ہم سے تھیں اِس بات کو کوئی اور نہ تھا
ایک تھی ہم سے ملاقات کوئی اور نہ تھا

قائل حرف و حکایات کوئی اور نہ تھا
تھے ہمیں قبلۂ حاجات کوئی اور نہ تھا

سنگِ اسود تھا نہ تل کا یہ ابرو میں کبھی
کال کا تھی نہ تری سایۂ گیسو میں کبھی

گل حنا سے کب بوئے جفا آتی تھی
خرمنِ دل میں نہ یوں آگ لگا آتی تھی

دل بیمار کی کب تم کو دوا آتی تھی
عشق کا نام جو سنتے تھے حیا آتی تھی

جیتے جی ہاتھ نہ آئے تھے بہت دور تھے تم
اب پری ہو گئی اے جان کبھی حور تھے تم

یون نہا دھو کے نکھرنا نہ انھین آتا تھا — بگڑے رہتے تھے سنورنا نہ انھین آتا تھا

سسکی ہر بات پہ بھرنا نہ انھین آتا تھا — وعدہ کر کر کے مکرنا نہ انھین آتا تھا

یون جھلاتی تھے نہ عشاق کو دامان کی طرح — چاک سینون مین نہ تھی چاک گریبان کی طرح

اہل نظارہ کبھی جمع سر راہ نہ تھے — ساکن دیر و حرم بندۂ درگاہ نہ تھے

نالے کانون مین چھری بانگون مین ای ماہ نہ تھے — کان آوازۂ خلخال سے آگاہ نہ تھے

کبھی سنتی تھی نہ باہر سے تری ہم آواز — چھاگلون سے کبھی آتی تھی نہ چھم چھم آواز

کب چھپی جاتی تھی پیشانی پہ افشان آگے — انگلی کب رہتی تھی یون زیر زنخدان آگے

عطر کب ملتے تھے ای فتنۂ دوران آگے — مجلسین تنگ سی سی تھین نہ حیران آگے

کپڑے اس طرح نہ پھولون مین بسے آتے تھے — بند محرم کے نہ یون چست کسی جاتی تھی

آگے انکھیلی کی یہ چال کہان چلتے تھے — دل عشاق نہ تلوون کے تلے ملتے تھے

نور کے سانچے مین فقرے نہ کبھی ڈھلتے تھے — کب تف شعلۂ آواز سے دل جلتے تھے

کب زبان یون دم گفتار چلا کرتی تھی — چال پر روز نہ تلوار چلا کرتی تھی

بھاری پوشاک اگر ہم کبھی پہناتے تھے — یہ گران تمکو گذرتا تھا کہ گھبراتے تھی
سر جو گوندھواتی تھی تم سیکڑون بل کھاتی تھی — آئینہ سامنے آتا تھا تو شرماتے تھے
شانہ بیگانہ گیسو تھا اسی سر کی قسم — نورتن ایسی نہ تھے خالق اکبر کی قسم

چھوٹون سی نہ لگاتی تھے کبھی شرم بڑی — ہاتھ مین نار سی رہتی تھی پھولونکی چھڑی
عاشقون سی کڑے پانون کی کرتی تھی کڑی — آٹھ آٹھ آنسو رولاتی تھی موتی کی لڑی
تا الم الفت نہ کسیکے دل خرسند مین تھا — کب نصیری کوئی یون عشق علی بند مین تھا

آنکھین صاحب کی تلی رہتی تھین شیر پر کسدن — باڑھ تھی سرمی کی یون تیغ نظر پر کسدن
زلف چھوٹی ہوئی رہتی تھی کمر پر کسدن — یون بلا آتی تھی دیوانون کی سر پر کسدن
اونچی چوٹی نہ پھنساتی تھی کسی مفتون کو — نیچی نظرین نہ جھکاتی تھین کبھی گردون کو

تھام لیتا تھا کوئی ہاتھ سر راہ اگر — بغلین تم جھانکنے لگتے تھے ادھر اودھر
کوئی کستا تھا جو آوازہ سر راہ گذر — جھینپ جاتے تھی تم ایسے کہ جھکا لیتے تھے سر
پاس آتا تھا جو کوئی تو سرک جاتے تھی — اپنے سائے سے بھی تم آپ جھجک جاتی تھی

دل لگی کا نہ سلیقہ مریجان تھا تم کو — کثرت بزم طرب سی خفقان تھا تم کو

آئینہ دیکھنے کا شوق کہان تھا تم کو — عکس پر دیکھنے الی کا گمان تھا تم کو

شرم کی سب سے تم ای ماہ لقا لیتے تھے — آرسی دیکھ کے چہرہ کو چھپا لیتے تھے

دوستی صاف تھی پنہان تھی نہ دشمن ایسے — بیش از صاف دلون سی تھی بد ظن ایسے

پردۂ خضر مین تھی کا ہیکو رہزن ایسے — تم تھے عیار نہ مکار نہ پرفن ایسے

صبح پر نور جبین تھی سبب غم کس دن — عید کی بھیس مین آتا تھا محرم کس دن

جو سناتا تھا گری آپ پہ سب سہتے تھے — سوجھتا تھا نہ جواب ایک کا چپ رہتے تھے

وقت تقریر نہ دریا کی طرح بہتے تھے — ہوش مین آؤ یہ عشاق سی کب کہتے تھے

آگے باتو نمین کرامات نہ تم کرتے تھے — یا علی کہکے کبھی بات نہ تم کرتے تھے

شکل مقراض نہ طرار زبان بھی آگے — یہ بہار گل رخسار کہان تھی آگے

جنس حسن آپکی ایسی گران بھی آگے — اتنی اونچی تو تمھاری دکان تھی آگے

زلف شبرنگ سے تھا کا ہیکو مرنا کوئی — مول لیتا تھا نہ سر پیچ کی سودا کوئی

ترک غمزہ تھا نہ مریخ سے آمادۂ جنگ
پیشتر اس سے تھی کاہیلو جوانی کی امنگ
شب مہتاب مین چھپتا نہ تھا اٹھی پہ پلنگ
پھول بستر پہ چنی جاتی تھے کب رنگا رنگ
سجدے کرتی تھی یہ انجم تری دامن کو کبھی
ہالۂ مہتاب تھا چہرۂ روشن پہ کبھی

تیر مژگان کی کسی سینے پہ چلتے تھے کہان
دل تری شعلۂ رخسار سے جلتے تھے کہان
مار گیسوی سیہ زہر اگلتے تھے کہان
موذی اس طرح تری سائے مین پلتے تھے کہان
چوٹی اس طرح سے کب بیٹھ پہ لہراتی تھی
کسکو اڑ ناگنی کیطرح یہ ڈسن جاتی تھی

ایسی چھیڑ ایسی رکاوٹ کہو آئی کب تھی
یہ سجاوٹ یہ بناوٹ کہو آئی کب تھی
سب سے باتون مین لگاوٹ کہو آئی کب تھی
ایسی مسی کی گھلاوٹ کہو آئی کب تھی
اتنی بل کرتی تھی تم تیوری چڑھا کر کس دن
چلتی تھی پائنچے تھونین اٹھا کر کس دن

غیر کا منہ تھا؟ تری گالون پہ ڈرآتا ہاتھ
شاخ ڈیبر کی طرح سرو مین کٹواتا ہاتھ
اپنی چھاتی پہ تری آگے اگر لاتا ہاتھ
اس کنائی سے یہ جلتا کہ کچلواتا ہاتھ
محرم راز جو ہین آج وہ نامحرم تھے
چمن حسن خداداد کے گلچین ہم تھے

یا یہ تھا رنگ کہ جاتا تھا اگر سوی چمن — آنکھ نرگس سی چرا آتا تھا تو ای غنچہ دہن
چھوتی تھی نکہت گلشن بھی جو تیرا دامن — صاف آجاتی تھی پیشانی روشن پہ شکن

دم گلگشت جو لگتی تھی ہوا گلشن کی — بیکلی ہوتی تھی کلیونکو تری دامن کی

یا یہ عالم ہی کہ بے پردہ ہوے ماہ تمام — جمع ہیں لوگ چکوروں کی طرح گرد مدام
طرفہ تر یہ ہی کہ آنکھوں نہیں شرم کا نام — انقلاب فلک سفلہ ہے عبرت کا مقام

دیکھنی کو ہیں ترستے جو تجھی تکتے تھے — گھورتی ہیں وہ جو آنکھیں نہ ملا سکتے تھے

جانِ جاں تم پہ بھروسا مجھی کیا کیا کچھ تھا — ورنہ دل کیوں تمھیں دیتا مجھی سودا کچھ تھا
اور کچھ مل گیا اللہ سی مانگا کچھ تھا — نکلے تم اور ہی کچھ ہائے میں سمجھا کچھ تھا

سادہ سمجھا تھا تمھیں ایک ہی پرفن نکلے — دوست جانا تھا تمھیں جان کی دشمن نکلے

آفریں آپکو ای یار یہی زیبا ہے — کیوں نہ ہو ترک ستمگار یہی زیبا ہے
دور ہم پاس ہیں اغیار یہی زیبا ہے — ہم سے انکار ادھر اقرار یہی زیبا ہے

بے سبب چین بجبیں خشم کی تیی ہو چہ خوش — طرہ یہ ہی کہ جو میں کچھ کہوں کہتی ہو خموش

قدرت اللہ کی ہم دور کھڑے رہتی ہین — بیٹھ سکتے نہین مجبور کھڑی رہتی ہین

غیر آگے ترے اے جو کھڑے رہتے ہین — زر لیے صاحب مقدور کھڑی رہتی ہین

وصل دولت ہے ترا اے بت خودکام رہا — ہم تو ہین عاشق مفلس ہمین کیا کام رہا

اب وہ خاطر وہ خوشامد وہ مدارات نہین — دل لگی اپنی جو تھی جس بات مین وہ بات نہین

خود بخود ترک ہے کچھ حرف حکایات نہین — خیر اب ہمکو بھی منظور ملاقات نہین

اب جو بہتر سی بھی بہتر ہو تو بدتر سمجھین — ہنسکے سونے کی اگر آؤ تو پتھر سمجھین

ہم بھی راضی ہین مدارات کرو یا نہ کرو — بولو یا چپ رہو کچھ بات کرو یا نہ کرو

گاہ بیگاہ ملاقات کرو یا نہ کرو — ایک ہے حرف حکایات کرو یا نہ کرو

گلہ ہمکو بھی نہین ترک وفا کا، اچھا! — خلق اللہ کی ہے ملک خدا کا، اچھا!

نہ وہ ہے چشم ملطف نہ محبت کی نگاہ — دل کو دل سی تھی سنی راہ وہ کوئی نہین راہ

دل عشق مین ہم سی یہ سلوک آپ کا واہ — ماجرا طرفہ ہے پہلی ہی غلط بسم اللہ

آنکھون مین سیل طبیعت مین ذرا میل نہین — ان تلون مین جو نظر کی تو کہین میل نہین

دوست اغیار مین گل دیکھکے ہم کھائین خار
کھیل اللہ کی قدرت کی ہین اے لالہ عذار

چشم اغیار کہان اور کہان یہ رخسار
خاک اندھونکو نظر آئیگی جوبن کی بہار

دستگیر آپ ہوے ہی غیر نے پہنچا پکڑا
ہی مثل انگلی پکڑتے ہوے پونہچا پکڑا

تمکو نفرت ہی تو ہمکو بھی ہی تمسی نفرت
اہل عزت کو گوارا نہین ہوتی ذلت

کج ادائی جو یہی ہے نہ نبھیگی الفت
واہ کیا خوب ذرا دیکھو تو اپنی صورت

ہم تو دین جان تماشا آپ لڑائین ہم سین
تالی اک ہاتھ سی بجتی ہی کہین عالم مین

لکھنؤ گو نہ رہا لاکھون ہین دنیا مین حسین
عالم آباد ہزارون صنم زہرہ جبین

چلبلین سیکڑون ہین آنکھ لگا لیتی کہین
قحط صورت کا مرقع مین کسی شکل نہین

نقد دل ہی تو ہین یوسف سر بازار ابہت
سر سلامت ہے تو ہین سر کی خریدار بہت

ہی اگر آپکو اس حسن کی شہرت یہ گھمنڈ
تو یہ دو دن کا ہی کیا چاہیے صورت یہ گھمنڈ

زیب دیتا ہی مجھی ہو جو محبت یہ گھمنڈ
کہ حسینان جہان کو ہی اطاعت یہ گھمنڈ

دل سے الفت کا اگر حرف زبان پر آئے
حور جنت سے پری قاف سے اُڑ کر آئے

دُرِ صدف سی ہی تو ہی لعل گہر سے بہتر
قمر اختر سے تو خورشید قمر سے بہتر

شاخ سی گل تو ثمر ہے گلِ تر سے بہتر
جن سی انسان تو حورین ہین بشر سی بہتر

تل ہی مژگان سی تو ہی تل سی وہ بالا ابرو
خط ہی رخسار پہ تو خطا پہ ہی طرۂ گیسو

حسنِ صورت پہ نہ مغرور ہوا اتنا کوئی
جز خداوند دو عالم نہین یکتا کوئی

نہ سمجھا کہ نہین خلق مین ہم سا کوئی
ابھی خالق کی خدائی مین نہین کیا کوئی

اس مرقع کو عجب بخشی ہی تنویر اسنے
ایک سی ایک پری کھینچی ہی تصویر اسنے

کب تلک جور و جفا خوف خدا بھی کچھ ہی
آپکے ترچھی ادا خوف خدا بھی کچھ ہی

بے سبب ہو جو خفا خوف خدا بھی کچھ ہے
بت بے مہر و وفا خوف خدا بھی کچھ ہی

سب جہان تیری طرف کیا نہین اپنا کوئی
ہم غریبون کا بھی ہی پوچھنے والا کوئی

سنگدل تجھکو مری ساتھ یہ کاوش کبتک
میری سوزش کی لیے غیر سی سازش کبتک

فکرِ وصلت مین مری دل کو یہ کاہش کبتک
جستجو مین تری کرتا رہون گردش کبتک

خاکِ رہ مین تری اکسیر کی تاثیر نہین
اور اگر ہو بھی تو مین طالب اکسیر نہین

ہم بھی اب کہتے ہین تجنیس جو کیا ایسا گرم | لو اجی چلکے سناتے ہین تمھین فقرا گرم

پیا معشوق نکالا ہی اب اک گرما گرم | سحر ہوگی جو وہ پہلو مین کریگا جا گرم

مثل خورشید جو وہ شکل دکھائیگا تمھین | اختر صبح کی مانند چھپائیگا تمھین

رشک انسان و پری غیرت حور و غلمان | جان خوبان جہان مردم چشم انسان

باوفا ہوش ربا حشر خرام آفت جان | گلبدن غیرت نسرین و سمن غنچہ دہان

لب جان بخش پہ سب اہل جہان مرتے ہین | عیسی بھی اسکی مسیحائی کا دم بھرتے ہین

حلقۂ میم دہن کو دل ارمان کہیے | قد بالا کو بجا ہے الف جان کہیے

ہاے گیسو کو بلاے سر یاران کہیے | لام ظلمات ہی وہ زلف پریشان کہیے

کس طرح عاشق شیدا نہ ہمارا دل ہو | کیسے ملتا ہے وہ معشوق جو خود مائل ہو

گذر اسکا جو کبھی جانب دریا ہو جاے | جمع یہ مردم آبی ہون کہ میلا ہو جاے

کبھی تبخانے مین آئے تو تماشا ہو جاے | کعبہ سان خلق کا مسجود کلیسا ہو جاے

ہم سے کیا کہیگی گردون کو کبھی واہ ہی میان | بت بھی تبخانی مین بول اٹھی کہ اللہ غنی ہین

دل میں اس وقت مضامین سراپا کا ہے جوش — جوش مضمون کا نہیں بلکہ یہ دریا کا ہے جوش

سامعین جمع ہیں ارباب تماشا کا ہے جوش — قتل ہوتی ہے ہوس خون تمنا کا ہے جوش

حسن کے پردے باقی نہیں اوس ملک — دائرہ وہ ہی ہمہ تن چشم ہی قرطاس تنک

کلک نقاش ہمارا قلم رنگین ہے — ایسی شیرینی مضمون ہے کہ خط شیرین ہے

ملک معنے ہے دولھن آج نیا آئین ہے — صاف بندش نہیں آئینہ کی تزئین ہے

طور دل پر شجر طور کی تصویر کھینچے — شمع بن جائے قلم نور کی تصویر کھینچے

شعر لکھتے ہیں وہ مانگ ہے سلک گوہر — یا کھنچا ہے محک حسن پہ کوئی خط زر

یا ظلمات میں جاری ہوئی نہر کوثر — کہکشاں یا شب دیجور میں آئی ہے نظر

شانہ کہتا ہے زبان سے یہ نیا پہلو ہے — اوسکے سر کی قسم صبح شب گیسو ہے

ہیں عیاں حسن کی شمشیر کے جوہر شفاف — کشش شین شب لف کا انداز ہے صاف

دفتر حسن کی کاتب کے لکھوں کیا اوصاف — زور قدرت سے دیا ہے قلم مو میں شگاف

واہ کیا صفحہ سیاہی سے یہ تصویر لکھا — فاصلہ بیچ میں رکھکر خط تقدیر لکھا

آفتِ جان جو وہ گیسوی رسا ہین دونون
دل پھنسانی کے لیی دام بلا ہین دونون

دیکھ لو سلسلہ جور و جفا ہین دونون
ایک صیاد ہین ہرچند دوتا ہین دونون

دامِ الفت کے ہین آثار انھین دونو نمین
دونون عالم ہین گرفتار انھین دونو نمین

اسکی بالونمین ہین اس طرح پرو کے گوہر
نکل آتے ہین شبِ تار مین جیسے اختر

رہ گئی یا شب گیسو متبسم ہو کر
سنبل گلشن خوبی پہ ہے یا شبنم تر

چوٹی مین نقرہ سو باف عجب زیبا ہے
دامنِ شب سی گریبان سحر کا نکلا ہے

لو ذرا چہرہ روشن پہ کرو پہلے نظر
بدلے خورشید کے ہوتا ہے پیدا ہے سحر

کیا صفائی ہے کہ پانی ہے خجالت سی گہر
معجز حسن عیان ہے اتر آیا ہے قمر

لوحِ سیمین تو اسے کیا ید بیضا کہیے
غش نہ آجائے اگر برقِ تجلّی کہیے

مطلع مہر تجلی ہے جبینِ پر نور
کور ہے دیدۂ خورشید فلک جسکے حضور

زرد ہے مارے خجالت کے رخ شعلۂ طور
دیکھی گر شمع رخ حور ہو کافور

گُل خورشید گلستانِ ضیا ہے وہ جبین
آبشار عرقِ شرم و حیا ہے وہ جبین

ذرّۂ افشان کی درخشان نہین پیشانی پر
الف آسا جو کھنچا ہے یہ خطِ قشقۂ زر

ذرّۂ افشان کی جبین پر جو دمکتے دیکھے

ساغرِ بادۂ گلرنگ ہے آنکھون پہ نثار
دوری آنکھون مین جمع ہو ہین میخوار

مست سمجھین جو وہ آنکھین نظر آئین کالی

انھین آنکھون کی تو ہی نرگسِ شہلا بیمار
جام کو کہکے ہوے مست ہزارون ہشیار

زیست سے ہاتھ وہ دھو کے جو پیا ساغر یار

خضر دیکھے تو کہے ہین قدحِ آبِ حیات
کیسے کالی جو گھٹا صاف ہی نقصِ صفات

دیدۂ شوخ سیہ مست ہین متوالے ہین

شعلۂ آتش عارض سی اوڑی ہین شرر
خطِ اللّٰہ ردہے یہ پے دفترِ خورشید و قمر

اخترِ طالعِ خورشید چمکتے دیکھے

مستیِ حسن سی سرمست ہوے ہین ہشیار
صاف ہی چہرۂ رنگین یہ گلستان کی بہار

گھر کی آئی ہین گلستان مین گھٹائین کالی

انھین آنکھون پہ تو بادہ ہی سو جان سی نثار
جا بے می زہر ہلاہل سی ہین و ون سرشار

ساغرِ عمر ہے لبریز ابھی بھر پائے

ہہر عاشق ہین مگر ساغرِ سم جامِ ممات
چہرہ خورشید ہی اظہر ہی من الشمس یہ بات

کھل گیا دھوپ کی گرمی مین چمن کا ہین

توسن طبع ہمارا ابھی ہے کیا زور آور — چشم وحشی کی صفت مین نہین رکتا دم بھر

گردش چشم سیاہ و مژہ جانان پر — پھبتی اک اور سناتا ہے یہ نیز ون اکثر

کسی صیاد نے برچھون مین ہرن گھیری ہین — جو کڑی بھرنے پر آمادہ ہین نخچیر ہین یا

طرفہ آفت ہی بلا ہے نگہ افسون ساز — غیر اعجاز نہین ہی کوئی اس کا ہمراز

وقت نظارہ بھی باقی ہی حیا کا انداز — آنکھ اٹھا کر کبھی دیکھا تو کیے سیکڑون ناز

واہ کیا سر کے دنبالے سی بھی کام لیا — چشم بیمار جو اٹھی تو عصا تھام لیا

اسکی رعنائی کی کیونکر ہون بیان مجھسی صفات — ہی دو لخت اسکا ہر اک قول و پہلو ہر بات

سیل آنکھونکی ہی مردہ دلان آب حیات — ہی مگر زہر ہلاہل کی طرح خوف ممات

ساتھ امید و رجا کے خطر فوت بھی ہے — خانہ زادان نگہ سی ملک الموت بھی ہے

وصف وہ کیجیے چشم و مژہ و ابرو کا — جو سنے صاف کہے صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

سوی مژگان نہین آنکھونپہ ہین یہ دست دعا — زیر محراب اٹھائے ہین بامید شفا

جنبش ہر مژہ آفت ہی خدا خیر کری — نبض بیمار کو سرعت ہی خدا خیر کری

تیزیِ ابروی قمرہ مین ہی بھلا کس کو کلام
پردۂ دیدۂ بادام مشبک ہے تمام

کبھی فصاد اگر خواب مین لے اسکا نام
ہر رگ جوہرِ نشتر سی لہو آئے مدام

عاشقِ سوزن مژگانِ حسین کوئی ہوتا ہے
سفتہ آتی ہین دُرِ اشک اگر روتا ہے

واہ کیا ابروی خمدار ہے سبحان اللہ
قدرتی حسن کی تلوار ہے سبحان اللہ

ماہِ نو چرخ پہ اظہار ہے سبحان اللہ
یہ کمان طرفہ دھوان دھار ہے سبحان اللہ

گر مرقع مین بھی اس تیغ کی تصویر کھنچے
شرط ہی مانی و بہزاد مین شمشیر کھنچے

ایسا [illegible]
[illegible]

چاندنی رات کتان سی وہ گیسوی سیاہ
دیکھی ہون جسکی تارے ڈرکے [illegible]

واہ کیا شکلین ہین قابل ہین تصویر کے
دیکھو نکلی ہی زرہ سائے مین شمشیرون کے

واصف گوش مین آنکھو سنی تمام اہلِ زبان
گل سی تشبیہ جو دین گل مین نزاکت کہان

دیکھ پائی جو صدف شکل گہر ہو غلطان
تا کہ عاشق شیدا ایسے مین کیا اسکا نشان

پردۂ شرم یہ آنکھوں سی اٹھا دیتی ہین
سنکے اس کان سی اس کان اڑا دیتی ہین

عارض صاف نہین شمس و قمر ہین دونون ‏ صاف آئینے سی بھی پیش نظر ہین دونون
رنگ مین لعل صفائی مین گہر ہین دونون ‏ دو ہین شمعین کہ ادھر اور ادھر ہین دونون
عکس اگر آئینے مین نور فشان ہو جائے ‏ دیکھنے والون کو جو مہ کا گمان ہو جائے

ہے بجا دانتون کو گر انجم رخشان کہیے ‏ کیا صفائی ہی انھین گوہر غلطان کہیے
کیا لب لعل کو گلبرگ گلستان کہیے ‏ رنگ پیدا ہی غضب لعل بدخشان کہیے
رنگ یاقوت کا ہی لعل شکربار مین بھی ‏ جوہری کی ہی دکان حسن کے بازار مین بھی

دہن تنگ مین تنگی سی نہین جای سخن ‏ شرم ہے چور مگر اسنے چرایا ہی دہن
پر چھپائے سی کہین چھپتی ہین ایسی بھی چلن ‏ حسن دعوی جو کری صاف ہو مضمون روشن
بات پوشیدہ نہین ہی سندین ظاہر ہین ‏ ہونٹھ دونون تو گواہی کی لیے حاضر ہین

ہالہ غبغب سیمین پہ اگر جائے خیال ‏ متعجب ہو کہ ہی ماہ بآغوش ہلال
لب میگون ہی گلرنگ کی مانند ہین لال ‏ مست دیکھین چہ غبغب کو تو ہون گرم مقال
کوئی بچنے کی نہین راہ خدا خیر کرے ‏ قرب میخانہ ہی یہ چاہ خدا خیر کرے

سینہ دیکھیں کہ کریں اسکے گریبان پہ نظر
حسن کا ہے یہ اشارہ طرف شمس و قمر
دیر تا چند فلک سے کسی عنوان آؤ

اور ابھارا ہے پستان کا غضب مایۂ شر
میں بھی حاضر ہوں جو تھیں نور کا دعوی ہے اگر
یہی گوی ہے میدان ہے چوگان آؤ

وصف پستان کرے کیا کوئی کہ مشہور ہیں یہ
ثمر بیش رس نخل سر طور ہیں یہ
آشنا آنکھ سے جس روز وہ انگیا ہو جائے

کہتی ہیں شمس و قمر قمقمۂ نور ہیں یہ
ہاتھ کس طرح سے پہونچے کہ بہت دور ہیں یہ
طائر نور نظر سونے کی چڑیا ہو جائے

شکم صاف تو ہے حسن کا دریا نایاب
جال ہے جالی کی انگیا کہ کرے دل بیتاب
نور کے بحر رواں نور کے جنگلے دیکھے

گو کہ گھاٹ اسپہ ہے پستان جسے کہتی ہیں حباب
کسی وحشی کو رہے دھیان جو اسکا دم خواب
نور کی کوٹھیوں میں نور کے بنگلے دیکھے

بیتنی سایۂ سیمین کی جو آجائے نظر
گول گول ایسے ہیں ڈھونڈھے کہ کریں دل میں اثر
عرش پر جا کے اگر دھوم مچائیں ڈھونڈھے

شمع مہتاب بھی ہو چرخ پہ گو بلا جل کر
گول گھر میں ہو فلک قید پڑے آنکھ اگر
اہل کرسی کو بھی کرسی سے گرا دیں ڈھونڈھے

واہ کیا پنجۂ پر نور ہے سبحان اللہ — پنجتا جی سی تو تشبیہ نہیں ہے دلخواہ
دیکھ لو پنجۂ خورشید ہے یہ پیش نگاہ — انگلیاں خط شعاعی سی بھی باریک ہیں واہ
دور از ادب ہے ہی جو پنج آیت اقدس کہیے — انگلی اٹھے تو ہلالی کا مخمس کہیے

حلقۂ ناف نہیں ہی گرہ موے کمر — دل عاشق کو ڈبونیکے لیے ہے یہ بھنور
ذرہ کیا حلقہ بگوش اسکے ہیں خورشید و قمر — دل کی تشبیہ نئی اور ہے منظور نظر
صاف آئینہ ہی اسکا شکم صاف نہیں — عکس ہے چاہ زنخدان کا یہ ناف نہیں

طرفہ معدوم کمر جسکی عدم میں بھی ہی دھوم — موشگافونکو یہ عقدہ نہ کبھی ہو مفہوم
کیوں نہ معدوم کے عاشق ہوں جہاں سی معدوم — ہی جو یہ عشق کمر ہستی انسان معلوم
کیوں نہ معدوم ہوں اس نام پہ جو مرتے ہیں — وہ کبوتر بھی ہیں عنقا جو کمر کرتے ہیں

جوش پر نور کا دریا ہی زہی حسن شباب — موج ہی ابروِ خمدار تو پستان ہیں حباب
حلقۂ ناف کو کس طرح نہ کہیے گرداب — ناخدا دیکھیے اگر منہ میں بھر آئے ابھی آب
منہ کو اسکے صدف گوہر دنداں کہیے — دست گلرنگ کو بھی پنجۂ مرجاں کہیے

ران کی وصف مین ہر چند ہو شفاف بیان | صفائی ہی یہانتک کہ پھسلتی ہی زبان

ساق یا شمع ہی ایسی کہ نہین جسمین دھوان | شمع مہتاب مین اس طرح کی تنویر کہان

شکل پروانہ ہی وہ کون جو مشتاق نہین | شمع فانوس مین ہی آنکھ مین ساق نہین

پای نازک ہی وہ نازک صفت پای خیال | سجدہ کرتی ہین جسی دیکھکے زہرہ تمثال

کف پا صورت مہتاب ہین ناخن ہین ہلال | نقش پا طرفہ دکھاتے ہین سر راہ کمال

خوبصورت یہ قدم جلوہ گری کرتے ہین | دیدہ حور کبھی چشم پری بنتے ہین

راست ہے مثل الف بسکہ وہ قد بالا | دال مین جیسے الف ولیکن یون اسکی ...

دل تبا دال تو ہی دال کہو جان فدا | شک نہین ثابت ہی تبل کہ تصور کیا

دل سودا ہی تو پھر رنگ نرالا کچھ ہی | جان کی خیر نہین دل مین کالا کچھ ہی

شاعرانہ یہ سراپا جو کیا ورد زبان | پھر مخاطب سے کہا سنکے کہ او دشمن جان

ابھی کیا تو نی سنا شیوہ کرون گرم بیان | شمع کی طرح ہی سنکر جسے تو ہو سوزان

سنکے ہر عضو کی تعریف تجھے حیرت ہو | بوٹیان انکی نہ کاٹی جو ذرا غیرت ہو

دیکھ لے اسکے اگر گیسوئی شبرنگ کا جال ۔ پڑے جنجال مین دم بھر کا بھی جینا ہو وبال

رنگ اوڑ جای کرے گر رخ رنگین پہ بال ۔ منہ کی رونق نہ رہے دیکھکے زیبائش خال

دل ہو زلف عرق آلود سے ایسا پانی ۔ ناتیا تو پھرے ظلمات مین کالا پانی

دیکھے گیسو تو پریشان ہو گیسو کی طرح ۔ آگے ابرو کے جھکے شرم سے ابرو کی طرح

شوخی چشم بھگا دے تجھے آہو کی طرح ۔ گرمی ناز اڑا دے تجھے جگنو کی طرح

رخ سے پردہ جو اٹھائے تو یہ شرمائے تو ۔ منہ چھپا کر کسی جنگل کو نکل جائے تو

مہندی ہاتھون ملی اپنے جو وہ حور مثال ۔ شرم سے زرد کبھی ہو تو کبھی خشم سے لال

اسکو آجائے جو آرایش کا کہنا خیال ۔ کنگھی چوٹی کا تو کیا ذکر ہے ہو زیست وبال

نہ رہے دل پہ کسی طرح کا قابو تیرا ۔ اژدہ بن جائے تجھے شانۂ گیسو تیرا

سہرے پانون پہ تو منہ لگاؤن تجھکو ۔ آئینہ اوسکے کف پا کا دکھاؤن تجھکو

گرمیان دن سے کرو اخ سے جلاؤن تجھکو ۔ اگلی باتین جو ہین سب یاد دلاؤن تجھکو

سدی تو مین کہون چل دور ہو منہ تو دکھا نکل ۔ پیٹ شرما کے لکیر اب کہ گیا سانپ نکل

راہ میں سامنے آجائے جو وہ غیرت ماہ
آنکھیں پتھرائیں تری خاک سوجھے تجھے راہ

زلف دیکھے تو جہاں ہو تری آنکھوں میں سیاہ
برق آئینۂ رخسار پہ ٹھہرے نہ نگاہ

آہوئے چشم جو وہ شوخ دکھا دے تجھکو
خواب خرگوش تکبر سے جگا دے تجھکو

منہ پہ جب ناز سے رکھ لے تری آنکھ دامن
جوش وحشت ہو تجھے چاک کرے پیراہن

ہوتٹھ جاتی نظر آجائے جو تیرین وہ دہن
دیکھے گردن تو ندامت سے جھکا لے گردن

حلقۂ ناف و ذقن سے جو نگاہیں لڑ جائیں
تیر حالت ہو تری آنکھوں میں حلقے پڑ جائیں

نرگس مست سے دیکھے جو تجھے ایک نظر
عقل زائل ہو پیے بیخبری کا ساغر

شرم کی طرز کرے جامے سے تجھکو باہر
جاتی ہیں نیچی نگاہیں کہیں ادہر ادہر

ہلوتتی ہی موئے بدن ہو کے پریشان کھڑے
آنکھ پہ آنکھ جو ڈالے تو کرے کان کھڑے

دیکھے آنکھوں کو تو دل تھام کے تو کھینچے آہ
صبح ہو جائے غضب تجھ پہ پڑے روز سیاہ

پردہ ہو فاش ترا دیکھ کے دزدیدہ نگاہ
بھاگے تو چور کے مانند ملے تجھکو نہ راہ

دل کو مضطر صفت طائر پربند کرے
کوٹھری میں کبھی کاجل کی نظر بند کرے

نیچی آنکھون کو جو دیکھو تو بہت شرماؤ
میٹھی باتون سی کھٹائی مین پڑو پچھتاؤ

بالی پتے جو نظر آئین تو تم پیٹّاؤ
مہندی کھلائی تو تلوو ہنسی لگے جل جاؤ

اشک بھی آنکھون مین بھر لاؤ تو وہ دُر نہ کری
آنسوؤنکو بھی خلخال کی گھونگرو نہ کری

چشم جادو جو نظر آئے تو تو شرما جائے
چار آنکھین وہ کرے تجھسے تو گھبرا جائے

تری چہرۂ شفاف پہ تیسی چھا جائے
رنگ میلا ہو کبھی چاند گہن مین آ جائے

کرے ہی اعجاز کا دعویٰ وہ صنم ہونٹھون پہ
لب جان بخش سی آئی ترا دم ہونٹھون پہ

تیغ غمزہ ہو وہ سفاک کہ تو ہووے دم
تیر مژگان جو لگائی تو تری پشت ہو خم

سامنے تیری اس انداز سی رکھے وہ قدم
ٹھوکرین کھا کے کہے ہائے ستم ہائے ستم

منہ کی بل ہو کی خجل حسن کے میدان مین گرے
چاہ غبغب سی بچے چاہ زنخدان مین گرے

رخ روشن سے نقاب اسکی اگر وا ہو جائے
جل کے جی جی مین تری طور کا شعلہ ہو جائے

آستینونکو جو دیکھے تجھے سودا ہو جائے
فاش اس ساعد پہ نور سی پردا ہو جائے

دامن شرم تلک تیرے کہ ہی ساتھ ترا
کوچہ چاک گریبان مین جیسی ہاتھ ترا

حیرت آئینہ عارض سی ہو سکتا ہو جاے
سایۂ زلف سیہ سے تجھے سودا ہو جاے

دیکھے شیرین جو وہ لب لِ ترا کھٹا ہو جاے
تغیر حال ترا کیا سی ابھی کیا ہو جاے

آنکھیں ان تلووں سی تو ہو کی قدمبوس ملے
وہ تو مہندی ملی اور تو کف افسوس ملے

ہو خزان حسن جو دیکھے گل عارض کی بہار
جنبش ہوی مژہ دیکھکے تو کھائے خار

پارہ پارہ ہو جگر آنکھ جدا اس سی ہو دوچار
بیٹھ جائے ترا دل دیکھکے سینے کا ابھار

اوسکے آگے نہ کوئی تجھکو قرینہ آئے
سینہ دیکھے تو خجالت سی پسینہ آئے

آئی گر بزم طرب مین کبھی ان وہ مینوش
ساغر نرگسی پی کی رہے تو خاموش

چشم میگون نظر آجاے تو اڑ جائیں ہوش
ہو بنا گوش کا سو جان سی تو حلقہ بگوش

سامنے اسکے نہ باقی رہیں اوسان ترے
آنکھو سی آنکھیں کھلیں کانو سی ہوں کان ترے

اہر یائے کسی روز جو وہ دامن پاک
صورت صبح کرے اپنا گریبان تو چاک

رو برو آئی پہن کر جو وہ آبی پوشاک
پانی پانی ہو تری آبروِ حسن نہ خاک

ہاتھ تیرا نہ گریبان قبا تک پہونچے
ایک ہی غوطے مین تو تحت ثری تک پہونچے

چھیڑنی کو جو ہنسے وہ گل خندان تجھ سی — روئے تو کچھ نہ بن آئے کسی عنوان تجھ سی

ہو مقابل جو وہ سلطان حسینان تجھ سی — ہار ہو جائے تری ہیبت سے میدان تجھ سی

نہ رہی تاب پہ ہوا ناز کا گھوڑا ہو جائے — اسکا سویا نہ تری واسطے کوڑا ہو جائے

خدمت آئینہ داری جو کرے تو منظور — آئے دی وہ نہ قرین سد سکندر ہو غرور

قاصدان سکا اُٹھائے یہ ترا کیا مقدور — ساتھ ڈولی کی جو دوڑے تو کہے دور ہو دور

حق تو یہ ہے کہ تجھی ہر طرح سی باطل سمجھے — پاپوش نکبھی لی نمائی کی نہ قابل تجھے

زیب زینت کا کسی دن جو وہ سامان کری — صورت آئینہ کیسا تجھے حیران کرے

موج کی طرح تری دل کو پریشان کری — پانی پانی جو ہو تو اپنی طرف دھیان کرے

پھر تو کچھ تجھ سی نہ او کافر بے پیر بنے — اوٹ مین آئینے کی طوطی تصویر بنے

اسقدر حسن خداداد کی ہو اسکے دھوم — جو تری چاہنے والے ہین کرین گرد ہجوم

تو سہی تجھکو بھی ہو اپنی حقیقت معلوم — مل کی سر دم کف افسوس کہے یا مقسوم

شکل یوسف جو کسی لاؤن مین بازار نہین — تو بھی بڑھیا کی طرح آئی خریدار نہین

در سی نکلے تو تجھے صورت دیوار کرے — آپ نقطہ ہو تجھے صورت پرکار کرے

عشقبازونکی نگاہون مین تجھے خوار کرے — اک زمانہ تری معشوقی سے انکار کرے

گل جو کھاتی ہین گریزان صفت بو ہو جائین — تو مسلمان ہو تو عاشق تری ہندو ہو جائین

ایسی شوخی یہ عجب چال ہے مجھسے اسکا — مین فدا اسپہ ہون وہ کسطرح مجھپہ فدا

مہر سینے مین نگاہون مین حیا دل مین وفا — دلکی صورت نہین ہوتا مری پہلو سے جدا

مجھسے برگشتہ تری طرح وہ محبوب نہین — اسکو مطلوب نہین جو مجھے مطلوب نہین

جب مین جاتا ہون مجھے پاس بٹھا لیتا ہے — ایسی کرتا ہے لگاوٹ کہ لگا لیتا ہے

دن مین سو بار جو روٹھون تو منا لیتا ہے — ناز جو اسسے مین کرتا ہون اٹھا لیتا ہے

بات نکلے جو مری منہ سے وہی بات کہے — دن کہون مین تو وہ دن کہے رات کہون رات کہے

کام ہے میری اطاعت سے اسے آٹھ پہر — رات بھر میری خوشامد ہے تو منت دن بھر

خاطرین میری ہین کیا کیا اسے منظور نظر — ہاتھ گردن مین حمائل کبھی زانو پہ ہے سر

نگہ مہر جو کرتا ہون تو جی جاتا ہے — غصہ کھا کر جو گھرکتا ہون تو پی جاتا ہے

الغرض مین نی سنائی جو انھین یہ تقریر ‏ مارے غصے کی ہوا پھول سا چہرہ تغییر

غیرت حسن نی دکھلائی یہ اپنی تاثیر ‏ پہلے تو ہو گئے خاموش برنگ تصویر

پھر جو بولے تو کہا ہوش مین آ ہوش مین آ ‏ او گرفتار قضا ہوش مین آ ہوش مین آ

خیر ہی خیر ہے بیباک ہوا کیا تجھکو ‏ کیسے آیا ہی کہ سوتے کا ہی دورا تجھکو

بات کرنے کا بھی آیا نہ سلیقا تجھکو ‏ منہ آسی ہی نہ کبھی مین نی لگایا تجھکو

واہ جی زور یہ شوخی ہی نئی گرمی ہے ‏ منہ بناؤ کہ زبان خوب ہی چل نکلی ہے

اتنا کھل کھیلنا انسان کو نہین ہی بہتر ‏ اسقدر جامے سی ہو جاؤ نہ اپنے باہر

بدزبانی یہ زبان چلتی ہی کیسی فر فر ‏ بیٹھے پیچھے نہ کہا جاے ہماری منہ پر

ایسی بیہدگی کی صفائی تو نہ دیکھی سنی ‏ یہ دلیری یہ ڈھٹائی تو نہ دیکھی نہ سنی

ابھی کل تک تو زبان منہ مین نہین تھی گویا ‏ بات کرتے ہوئے منہ خشک ہوا جاتا تھا

سطوت حسن سی پڑتا تھا بدن مین رعشا ‏ آنکھ اٹھ سکتی نہ تھی سر تو اٹھانا کیسا

روح تھراتی تھی برہم ہمین گر دیکھتے تھی ‏ کانپ جاتی تھے جو ہم بھر کی نظر دیکھتی تھی

آنکھ دکھلانی سی مرتے تھے اجی تم ہو وہی — سامنے آنکھ نہ کرتے تھے اجی تم ہو وہی

بات کرتی ہوے ڈرتے تھے اجی تم ہو وہی — دبکے آگے سی گذرتے تھے اجی تم ہو وہی

راہ مین بھی جو کبھی سامنے پڑ جاتے تھے — اٹھ نہ سکتے تھے قدم خاک مین گڑ جاتے تھے

یاد ہی آگے کبھی ہم پر کبھی منہ آتے تھے — آگے بھی ہم سے کبھی فقرے کیے جاتے تھے

آگے بھی آپ اسی ناز سے اتراتے تھے — آگے بھی ہیر اسی طرح سے جھنجلاتے تھے

بہی کی کبھی آگے بھی لیا کرتے تھے — اس ڈھٹائی سے کبھی بات کیا کرتے تھے

ساری تقصیر ہماری ہی قصور آپ کا کیا — رحم ایسون پہ کرے خدا [illegible]

منہ لگایا تمھین ہمنے یہ اسی کی ہے سزا — سر چڑھایا تمھین ہم نے یہ ہماری ہی خطا

کج اداؤن سے مروت نہین کرنی تھی — بیوفاؤن سے محبت نہین کرنی تھی

طرح ان سب سے یہ چال نہجی تھی ہے کو کیا — زور گرمی نئی شوخی ہے نیا ہے فقرا

کہتے ہین ہم نے نیا یار کیا ہے پیدا — اسکی زلف ایسی ہی رخسار ہی اسکا ایسا

سچ ہی ہاتھ آپکے ایسا ہی دلبر آیا — آپ نے مجھ سے کہا اور مجھے باور آیا

واہ کیا بات بنائی ہی اجی کیا کہنا — نئی تمہید اٹھائی ہی اجی کیا کہنا

خوب ہی پیک کی اڑائی ہی اجی کیا کہنا — کیسی پیسے کی صفائی ہے اجی کیا کہنا

کیون نہو واہ نئی طرح کی چالاکی ہے — اسکو چالاکی نہین کہتی ہین بیباکی ہے

چشم بد دور بتایا یار ملا ہے ان کو — ہم سے بہتر کوئی دلدار ملا ہے ان کو

کوئی یوسف سر بازار ملا ہے ان کو — جان دیکھین گے خریدار ملا ہے ان کو

اسی معشوق سے دل اپنا لگائینگے یہ آپ — پوچھنا کیا ہے مزے خوب اڑائینگے یہ آپ

اب اسی آئینہ رخ کے یہ حیران ہونگے — اب اسی زلف پریشان کی پریشان ہونگے

اب اسی کی لب جان بخش پہ بیجان ہونگے — اب اسی کی نگہ ناز پہ قربان ہونگے

کیون پسند آئینگے انداز ہماری ان کو — سچ ہی کیون بھائینگے انداز ہمارے انکو

چلو جی خوب ہوا ہم نے بھی فرصت پائی — مٹ گیا مفت کا جنجال فراغت پائی

جان جھگڑے سے چھٹی روز کی راحت پائی — سیم تن تمکو ملا ہم نے بھی دولت پائی

تم اڑایا کرو گلچھرے وہان بیٹھے بیٹھے — اپنی بھی چین سے گذریگی یہان بیٹھے بیٹھے

غمزۂ خونریز ہے عشوہ دہے ہمار اجلاد
رات دن رہتی تھی ان دونونکو مشق بیداد

جھگڑی ہر روز رہا کرتی تھی ہر روز فساد
خوف رہتا تھا کہ پڑ جائے نہ بیڈھب افتاد

تیغ ابرو کی غضب کام نہ اپنا کر جائے
نگہ قہر سے بے جرم نہ کوئی مر جائے

پھر لگے کہنے کہ او تیز زبان و طرار
او وفا دشمن و آوارہ مزاج و عیار

او پراگندہ دل و دل شکن و دل آزار
بے ادب ہرزہ درا یاوہ سرا بد اطوار

اب کبھی نام ہمارا جو زبان پر آیا
جان لی قہر خدا تجھپہ مقرر آیا

کہکے یہ کہنے لگے جی مین ذرا تو شرما
ابھی کل تک تو یہ کہتا تھا کہ تم ہو یکتا

آج کہتا ہے کہ وہ یار کیلئے پیدا
جو کہین صورت و سیرت مین ہی ہمسے اچھا

خیر صاحب ہی گلفام مبارک ہو تمھین
ہم ہوی خار گل اندام مبارک ہو تمھین

پر وہ محبوب کہان اسکو یہان بلواؤ
ایسی صورت ہی کس انداز کا ہے دکھلاؤ

یہ تو کیا دخل کہ تم یان سی قدم سرکاؤ
آدمی اس کی بلانے کو مگر بھجواؤ

اک اشارا ابھی تمھارا وہ اگر پائیگا
تابع حکم ہے فی الفور چلا آئیگا

زلف و رخسار ذرا ہم بھی تو دیکھیں اسکے — لب اعجاز نما ہم بھی تو دیکھیں اسکے

ناز و انداز و ادا ہم بھی تو دیکھیں اسکے — غمزۂ ہوش ربا ہم بھی تو دیکھیں اسکے

ہم بھی دیکھیں کہ وہ آشوب جہان کیسا ہے — سامنے لاؤ تو جی ہے وہ کہان کیسا ہے

صید کی تاک مین مدت سی ہی شہبار نظر — خون بسمل کا ہی مشتاق ادا کا خنجر

فکر تحریر مین جلاد غضب ہے مضطر — جستجوی رگ جان مین ہی قمرہ کا نشتر

سامنے لاؤ جوا اس کو تو تیار نگرین — خنجر ناز و ادا سے ابھی جو رنگ کرین

ترک غمزہ ہی سنبھالے دے شمشیر دو دم — صف مژگان کا یہ غیرت سی ہوا ہی عالم

ہاتھ عارض پہ دھری کھاتی ہی قرآن کی قسم — آگے آئیگا فرشتہ بھی تو چھوڑین گی نہ ہم

قول ہی چشم سخن گو کا کہ ہم اول ہین — کاکلون کو ہی یہ دعوی کہ یہان بل ہی نہ

شوخی چشم فسون ساز کا ہر دم ہی کلام — فتنۂ حشر کو سائے مین مرے ہے آرام

چلتی ہی تیغ قضا لیکے مرا نام مدام — جادو چشمی کا جو دعوی ہی تو آئے خود کام

دھار نکلی سیہ غضب قہر الہی بن کر — پھونک دونگی مین سراپا اسی بجلی بنکر

زلف کہتی ہی کہ آئے تو مقابل میرے
غیر ممکن ہی مرے جال سے بچ کر نکلے
دور سی سایہ نظر آئی تو تسکین کہین لون

مارے کوڑونکی اڑادونگی مین دھجی اسکی
بل کری لاکھ نہ چھوٹے وہ مرے پھندے سی
سامنی آئے تو اژدر ناگنی بنکر ڈس لون

تیغے کہتے ہین ابرو کے یہی کھینچ کھینچ کر
لاکھ ہو تیز نگہ لاکھ ہو وہ شوخ نظر
سامنے ہو تو حقیقت ابھی ساری کھل جائے

لاؤ میدان مین تو دکھلائین ہم اپنی جوہر
نہ رکین وار کہان تیغ قضائی ہی سپر
جوہر اپنی جو کھلین اسکی بھی قلعی کھل جائے

صاعقہ بنکی کری کام دندان کی چمک
نہ سنبھلنے دی اسی شعلۂ عارض کی لپک
ٹھوکرین کھا کی گرے دُر دندان بھی نہ لگے

ہو چکا چند اسی چاہ زنخدان مین کنوئین جھپک
طرہ ان دونون پہ ہو جبہہ روشن کی جھلک
گر پڑے چاہ زنخدان مین تو بچنے نہ لگے

نگات کہتی ہی کہ ہی مجھ مین کرامات کی بات
سونگ چھاتی پہ دلون اسکی جدائی بد ذات
گر وہ جی چھوڑ کی بھاگا بھی یہان سی چلکر

ہو مقابل جو مری حسن پہ نیزا دعوی بات
شعلو نکے کہین منہ لگتی ہین عالی درجات
بیڑیان پاؤن کی ہنجائیگا جوبن ڈھلکر

زلف کی طرح سے بل کھا کے یہ کہتی ہے کمر | ایسی آنکھیں تو کہاں اسکی جو آؤن مین نظر

ہان مگر اسکو جو ہو سوے عدم قصد سفر | جادۂ راہ کی مانند بنون مین رہبر

جو کری بھول کی رہجائی وہین آ ہو ناز | کمر ہی ہو کے بگڑ جائے گیت انداز

زانو و ساق بلورین کی یہی ہے گفتار | ہمکو دیکھے تو نہ زانو سے اٹھے سر زنہار

پائون بھی اس سے نہ دیوانون کی لائے کچھ اصرار | کف پا چھونے دون ہاتھ وہ دوڑائے ہزار

تو سہی باغ یہ وہ داغ برابر کھائے | ہر قدم پر روش ناز سے ٹھوکر کھائے

الغرض خوب ہی وہ جوش مین آ کر برسا | ساتھ میرے اسی بھی منہ مین جو آیا سو کہا

لیکن اسیر بھی شرارت سے نہ مین باز آیا | گرمی طبع سے سوجھا مجھے اور اک نقشا

دفعۃً اسکے کہا مین نے کہ لو وہ آئے | ہوش مین آؤ ابھی فکر کرو وہ آئے

یاب بیک سنکے وہ اس بات کو پہلے جھجکا | سو ذرا اٹھ گئی آنکھ آپ بھی گھبرا کے اٹھا

دشمنون کو نہ رہا ہوش سر و پا کا ذرا | کھائی ٹھوکر بھی ہوا سر سے دوپٹہ بھی جدا

دوڑ کر مین نے سنبھالا تو سنبھل کر اٹھا | شعلہ گویا دل بیتاب سے جل کر اٹھا

رنگ اس گل کی نزاکت نی نیا دکھلایا
منہ دھوان ہو گیا آنکھون مین اندھیرا آیا

یون خجالت کو مٹانے لگا یون فرمایا
سچ ہی یہ یونہین کبھی ہو جاتا ہے اکثر سایا

دل دھڑکتا ہی نظر کچھ نہین آتا ہمکو
جی کہین مین نہین یا رب ہوا کیا ہمکو

کہکے مجھسی یہ کہا آپ اب آرام کرین
فائدہ کیا نہ زیادہ مجھے بدنام کرین

جائین اخلاص اسی سی سحر و شام کرین
آپ ہون مست مگسے ساقی گلفام کرین

چھیڑ کا ہوتا ہے انجام برا یاد رہے
ہم نے کیا جانیے کیا پاس کیا یاد رہے

انکی باتون مین یہا جو مین نی یہ لگاوٹ پائی
عشق پھر تازہ ہوا جوش مین الفت آئی

گر بڑا پاؤن یہ کی غرض سے ہے دانائی
مجھکو بھی سمجھا ہی تو اپنی طرح ہرجائی

سوز دل تھا یہ فقط تیری طلبگار ہین ہم
تو مسیحا ہے وہی اور وہی بیمار ہین ہم

حور آئے جو کبھی راہ نہ بتائین اس کو
منہ دکھائے جو پری منہ نہ لگائین اسکو

ماہ بھی ہو تو ترا ہالہ بنائین اسکو
نکلے خورشید بھی آئے تو جلائین اسکو

لاکھ دل ہون تو فدا صورت پروانہ کرین
شمع رو اتیری سوا غیر کی پروا نہ کرین

سنکے تقریر مری کہنے لگا وہ طناز — تمکو معلوم حسینون کے ابھی کیا انداز
تمنے دیکھے نہین دنیا کے نشیب اور فراز — طاقت صبر بھی کچھ چاہیے اے بندہ نواز

ہی مشقت کوئی ہو سکتا ہی ہمراز کہان — جب تلک سوز محبت مین نہو ساز کہان

الفت گل مین جو بلبل کا ہوا چاک جگر — گوش گل کی لیے تب اشک ہوے اسکی گہر
جلکے پروانہ جو محفل مین ہوا خاکستر — نام روشن کیا تب شمع جہان مین یکسر

عشق مین شان زلیخا نے شہانی پائی — پیر ہو کر غم یوسف مین جوانی پائی

قیس و فرہاد کو کیا کیا نہ ہوے رنج و ملال — بے جھجھکے ومق وذل ہو گئی الفت مین حلال
ہو جو غیرت تو طمانچہ سے کرو منہ کو لال — اتنی ہی بات مین آنے لگی غیرونکی خیال

چار دن تم سے محبت نہ نبھی دیکھ لیا — کیا تنک حوصلہ ہو جاؤ اجی دیکھ لیا

سنکر صد شکر امیر اب تو گیا غم کا اثر — عاجزی سے مری ڈھیلا ہوا وہ سنگ گہر
رکھ لیا پانون سے زانو پہ اٹھا کر مرا سر — صحبت عیش جو آگے تھی ہوئی بار دگر

یا رب اچھا نہ احباب کی نظر دن گزرین — دن بہر ین جلسے مرے ایسے زمانے کبھی برین

حسد اغیار

عشق عشاق کو رسوائے جہان کرتا ہے
صاحب ضبط کو سرگرم فغان کرتا ہے

چشمۂ چشم سے سیلاب روان کرتا ہے
زرد چہرہ صفت برگ خزان کرتا ہے

نوجوان خم صفت پیر کہن سال ہوئے
سیکڑوں باغ جوانی تھے کہ پامال ہوئے

اس خزان نے کیے پامال گلستان کیا کیا
ہوئے برباد گل لالہ و ریحان کیا کیا

جسم داغون سے بنے سرو چراغان کیا کیا
استخوان جل کے ہوئے شعلہ سوزان کیا کیا

پھونک دیتا ہے دو عالم کو شرارہ اسکا
سات دوزخ نہیں ہیں اک شرارہ اسکا

یہ وہ ہے آگ پڑے اس میں تو پتھر جل جائے
طور کی طرح تر و خشک برابر جل جائے

دامن موج تو کیا پانی کی چادر جل جائے
پر پروانہ صفت بال سمندر جل جائے

شعلہ افگن ہو یہ بجلی تو کرے خاک سیاہ
جل کے اک دم میں ہوں خرمن افلاک تباہ

مفت دیوانہ ہو عقل جو رکھتا ہو بشر
تا مقدور کرے سائے سے پریوں کی حذر

پوچھیے حق تو یہ سحر ان کے یہاں چلتی ہیں پیر
کیا کرے جب دوا کو نہ دعا کو ہو اثر

نقش و تعویذ سے یہ جن نہ اترتے دیکھا
ہوگیا جسکو یہ آسیب سو مرتے دیکھا

دل لگاتے ہی ہزاروں کو پڑی جانوں کی
سیکڑوں جہان چلی خاک بیابانوں کی

دھجیاں اڑگئیں کیا کیا نہ گریبانوں کی
جس جگہ دیکھیے ٹکڑی ہی پریشانوں کی

کچھ عجب سحر میں یہ لوگ جہاں جاتے ہیں
چار سر پھوڑتے ہیں چار گھری شق ہوئیں

پھاڑ کر کپڑے ہوئے جامے سے باہر کتنے
چھان کر خاک ہوئے خاک بسر بیٹھے کتنے

تشنہ لب ڈوب مرے چاہ میں گر کر کتنے
غرق دریا ہوئے تھک تھک کے شناور کتنے

رہ گیا کوئی سیہ خانۂ زندان کے تلے
کوئی روتا ہے کسی نخل بیابان کے تلے

تنگ دستوں کی فقط ہاتھ نہیں ہیں تہ سنگ
صاحب دولت و اقبال بھی جلتی سی ہیں تنگ

چار بالش کی نہ دولت ہے نہ زیب اورنگ
جان پر بن گئی ہے تیغ ادا کی جو لگی

زشت سیما ہیں کسی طرح کا وسواس نہیں
یاد ہیں آ ملے ہیں گنج گہر پاس نہیں

حال انسان کا اسی غم سی زبون ہوتا ہے | یہی صدمہ سبب جوش جنون ہوتا ہے

سر اسی بار مشقت سی نگون ہوتا ہے | آب زہرہ تو جگر خستہ خون ہوتا ہے

ٹوٹ جاتی ہی کمر صبر و شکیبائی کی | راہ لیتی ہین قدم کوچۂ رسوائی کی

پاس ہوس کا رہتا ہی نہ غیرت کا خیال | دل سی اٹھ جاتا ہی بدنامی و ذلت کا خیال

پند ناصح کا نہ واعظ کی ملامت کا خیال | دشت پرخار کا یا وادی وحشت کا خیال

جوش کم سنگ ملامت سی کہان ہوتا ہے | تیغ وحشت کو یہی سنگ فسان ہوتا ہے

بھیگنا ہو کہ اسی کو جیہین مٹی ہی خراب | داد خواہون کو یہان پیٹ سے ملتا ہی جواب

آگ بن بن کی جلاتی ہی کلیجہ پہ شراب | ہر نفس سیخ تو ہر لخت جگر شکل کباب

حال ہو جاتی ہی یون عشق پریشان آہین | آدمیت سی گذر جاتا ہی انسان آہین

سن تو اے جان جہان مایۂ صد فتنہ و شر | ہم جو کہتی ہین وہی راست ذرا غور تو کر

اک ذرا دیدۂ انصاف سی لازم ہی نظر | بیخبر کچھ نہین ہی سارے زمانے کی خبر

آ گئے کیا حال تھا اب بال ہما آ گیا ہے | یون ہی جاہے جو خدا اپنا اجاڑا گیا ہے

ہاتھ رہتی تھی جو ہر وقت تری دوش کمر — ہین وہی ہاتھ کہ جن ہاتھوں سے تھامی ہو جگر

سر ترا تکیۂ زانو پہ جو تھا آٹھ پہر — آشنا سنگ سے ہے جوش جنون میں وہی

ڈوبتی تھین جو مری طالب دیدار آنکھین — وہی نیرنگی عالم سے ہین خونبار آنکھین

تیری پہلو سے جو پہلو کہ نہ ہوتا تھا جدا — داغ فرقت اسی پہلو مین ہے تکیہ کیسا

پنجۂ مژگان کا تھا یا شانۂ گیسوے رسا — یا نہین آنکھون مین آخر اب پریشان کی ہوا

یا نہ جانے تھی کہین یا تو ہی آنا موقوف — خواب مین بلکہ کیا منہ کا دکھانا موقوف

جاری ہوئی ان کی جدائی مین یہ احوال ہوا — کہ مرا مزرع دل محنت مین پامال ہوا

قد جو تھا مثل الف خم صفتِ دال ہوا — دل لگانا نہ ہوا جان کا جنجال ہوا

جانتے یہ تو کبھی دل نہ لگاتے ہم تو — حضرتِ عشق کو مرشد نہ بناتے ہم تو

تیری چاہت نے کئی دن کیسے جھٹکا دئیے ہم کو — لالہ سان داغ محبت نے دکھائے ہم کو

جا ملے سے زہر کے پیالے پلائے ہم کو — طرفہ قدرت کے تماشے نظر آئے ہم کو

دل کو یہ تو نے جلایا کہ ذرا تاب نہین — ایسی جلتی ہین یہ آنکھین کہ کہین خواب نہین

دل مرا تم نے لیا تھا اسی اقرار پہ واہ
پیار کی آنکھ رہی اب نہ محبت کی نگاہ

شعلے سی روز نکلتے ہیں دل آزاری کے

حال کیسا ہی ہمارا ہو خبر تمکو نہیں
لاکھ سمجھائے کوئی کچھ بھی اثر تم کو نہیں

اڑ گئی شرم لب بام کھڑے رہتے ہو

جان پہچنی کی نہیں اور تو صورت زنہار
نہ سمجھنا کہ نہیں ہم سا کوئی لالہ عذار

گذرا اپنا بھی حسینان پریزاد میں ہے

تم یہ سمجھے ہو نہیں ہم سے کسی اور سے راہ
تم ہو ہرجائی تو ہرجائی ہیں اب ہم بھی الٰہ

حسن خوبان جہان پیش نظر رکھتے ہیں

دفعتہً بگڑ گئے کیا جرم ہوا کون گناہ
واہ کیا رنگ زمانے کا ہے سبحان اللہ

کیوں ادا کرتی ہیں حق یوں ہی وفاداری کے

آنکھیں بیدار کو ترسیں تو نظر تمکو نہیں
وصل اغیار سے اب چھٹ پھر تم کو نہیں

کھولی زلفوں کو سر شام کھڑے رہتے ہو

ہاں مگر ہم بھی نہیں اور لگا لیں دل اپنا
شاہد مصر سے خالی نہیں کوئی بازار

ایک سے ایک حسین عالم ایجاد میں ہے

کون محبوب حسین ہے کہ نہیں پیش نگاہ
خوب دیکھا ہے زمانے کا سفید اور سیاہ

روز پریوں کی کھاڑے میں گذر رکھتے ہیں

صاحب بڑی تو بگڑے کسی پہ واہی ہین
تو ہی کیا مال بہت تجھ سی ہین معشوق جوان
ہم بھی حق پہ مٹگئے حسینوں کی آفت جان
وہ طرحدار جو ہو حسن مین مشہور جہان
زیب پہلو دیت آئینہ سیما ہو جائے
تو جو دیکھے تو جلی آگ بگولا ہو جائے

زر دیکھو وہ بہا گل رخسار کرے
زلف پر پیچ بلاؤن مین گرفتار کرے
تنگ غنچہ سا دہن گلہ و لا و نگار کرے
سخت بیمار تجھے نرگس بیمار کرے
ہونٹھ کاٹے جو نظر آئین وہ لب جان بخشے
دانتون آجائے پسینہ گہر دندان سے

زور تیرا نہ زبردستی بازو سے چلے
دل کی گردن پہ چھری جنبش ابروئی چلے
نہ چلے کچھ جو وہ فقرہ نئے پہلو سے چلے
چال وہ ایسی چلی دل تری قابو سے چلے
زلف شبگون سی جو الجھی تری آفت آئی
قد قامت سی ترے سر پہ قیامت آئی

نظر آجائے جو بالفرض وہ بار بابکر [?]
گم ہوا ایسا کہ تجھے کچھ نہ رہے اپنی خبر
آنکھیں جو بدم وہ لڑائے نہ بنے تجھکو مفر
ہر فقرہ تیری رگ جان مین چبھوئی نشتر
خال رخ دیکھے تو رو رو کی گری چل جالی [?]
جانہ داغون سی رہی سینہ مین اک تل جالی [?]

خاک ہو جائے تڑپ کر یہ گری برق نگاہ
سرمگین چشم کرے اختر تقدیر سیاہ

تیغ عشوہ ہی غضب تیز نہین جسکی پناہ
سطر جوہر مین ہی مرقوم کہ انا للہ

صاف کی جسنی زمانے کی لیے موت کی راہ
کوچۂ زخم سی کھولی ملک الموت کی راہ

چشم میگون کا نظارہ ہوی ہوش ربا
خم ہو گردن تری دیکھے جو صراحی سا گلا

سینے سی ہاتھ لگے سینہ خراشی کا مزا
سر پستان ہو تری واسطے پھل برچھی کا

آنکھ ملجائے اگر چہرۂ نورانی سے
آب خجلت ہو روان چشمۂ پیشانی سے

وہ نہا دھو کے جو پوشاک بدل کر بیٹھے
رشک سی ناوک حسرت تری دل پر بیٹھے

کیا ترا رتبہ کہ تو اس کے برابر بیٹھے
در سے نکلے وہ اگر شرم سے تو گھر بیٹھے

دیکھے انداز جنون خیز جو رعنائی کے
پرزی اڑجائین تری جامۂ زیبائی کے

رو در واہ سکے اگر تو سر نخوت کھینچے
ایسا کانٹون مین وہ گھسیٹے کہ خجلت کھینچے

سرکشی کا جو کرے قصد تو ذلت کھینچے
منہ نہ دکھلائے کسی کو وہ ندامت کھینچے

دل کشاکش مین پڑی دو دو عزہ ہو جائے
شانہ اس زلف کا سر پر تری آرہ ہو جائے

دیکھے زیور جو مرصع ہو تجھی کو فت پڑی — آٹھ آٹھ آنسو رولائے تجھی موتی کی لڑی

دیکھے ہیرونکے کڑون سی جو اٹھا جا کڑی — جرم بیجرم لگائین وہ چھڑی تجھکو چھڑی

چال مین سرمہ اٹھائے تجھی پامال کرے — پا بزنجیر ہر اک حلقۂ خلخال کری

کاجل آنکھون مین لگا کر جو تجھے دکھلائے — شامت آئے تری آنکھون مین اندھیرا چھائے

طائر رنگ حنا دام مین تجھکو لائے — بال اُس پر یا نہ ہلکے کُٹی کی طرح پھڑکائے

مشک سا زلف کا جوڑا جو وہ پرفن باندھے — کسکے مشکین ترسی ای جان کی دشمن باندھے

دیکھکر ساعد سیمین کی صفا ہاتھ ملے — گول بازو کو جو دیکھے تو سوا ہاتھ ملے

وہ تو مہندی ملے تو جای حنا ہاتھ ملے — ایڑیان رگڑے جو تو اسکی بلا ہاتھ ملے

سر ہے تو وہ تبختر جو تری ساتھ کری — پائون کو ہاتھ لگائے تو قلم ہاتھ کری

ایسے پہر روسی ہو صحبت مجھے دن رات رہے — دونون جانب سے برابر کی ملاقات رہے

تو ہی منصف ہو ذرا پھر تری کیا بات رہے — طاق پر سب تری جھوٹی یہ کرامات رہے

وصل کیا تجھسے تو پھر بات گوارا نہ کرون — خواب مین بھی تری چہری کا نظارا نہ کرون

اختلاط اس سی کرون نہ لگاؤن تجھکو
تو سہی لون آنکھون کی نظرون سی گراؤن تجھکو

پاس آبیٹھے تو جھلا کے اٹھاؤن تجھکو
روٹھ جائے تو بلا سی نہ مناؤن تجھکو

تو سہی رخ تری جانب کو نہ زنہار کرون
لے کے پیغام ترے آئین تو انکار کرون

باغ کی سیر کو لیجاؤن مین اسکو ہمراہ
ابر ہو سبزہ ہو مینا و سبو اور رود ماہ

صحبت ساز و غنا شام سی تا وقت پگاہ
تو جو آنے کو کہی مین کہون کچھ خیر ہے واہ

ٹھنڈی گرمی نہ کرو اب طبیعت بدلی
گل کھلا تازہ ہوا کھاؤ وہ رنگت بدلی

عشقبازون کا جو جلسہ ہو کسی روز کہین
جمع ہون سارے زمانے کی وہان ماہ جبین

اسکو لیجاؤن بصد شوکت و شان تزئین
گل قبا چاک کرین ہو وہ لباس رنگین

بیٹھے آنکھون پہ جو دامن کو اٹھا کے آئی
پتلیان آنکھون کی جلائین جو وہ آئی آگے

اسکی سب طالب دیدار ہون محفل مین ہو ہجوم
شمع کی گرد ہو پروانون کا جسطرح ہجوم

وہ مہ چار دہم اور حسین جیسے کل نجوم
تو سہی قدر ہو اپنی تجھے اس دم معلوم

تجھکو او کا قرینہ ذات نہ پوچھے کوئی
اسکو سب پوچھین تری بات نہ پوچھے کوئی

ایسی ذلت ہو کہ ڈوبی عرق شرم مین تو — شرارت خشم سی آنکھون مین اوتر آئے لہو

دست و پا پھولین ترے بند ہو آواز گلو — نعلین چھانکے نگہ یاس سی دیکھے ہر سو

رنگ رخ فق ہو و داغ غم جانکا ملے — بھاگتے گھر کی بھی ہرگز نہ تجھی راہ ملے

ایسی باتین جو سنین ہم سی ہوا دل مین ذلیل — کھپ کے بولا کہ زہی شان خداوند جلیل

تم بھی اتنی ہو سو بھی ہو جلانے کی سبیل — طرفہ دعوی ہی کوئی جسکی سند ہی نہ دلیل

منہ پر آنی لگے برعکس سخن لو صاحب — لیکے آئینہ ذرا منہ کو تو دیکھو صاحب

شان اللہ کی یا اور چلائین گے ہمین — راستہ بھولی ہوے راہ بتائینگے ہمین

آشنا غیر کی ہونگے یہ ستائین گی ہمین — ہم جو آئینگے کہین گے نہ بلائینگے ہمین

ہین ابھی سے یہ زمانہ تہ و بالا کرتی — پوچھتا کوئی جوان کو تو کہو کیا کرتے

ہمسی بہتر کوئی محبوب - خدا کی قدرت — ہم بری اور خوش اسلوب خدا کی قدرت

وصل سے کا انھین مرغوب خدا کی قدرت — ہمسی نفرت یہ بہت خوب خدا کی قدرت

پانون کل پڑتی تھے کچھ آج سر کار نہین — چھوٹے سی منہ کو بڑی بات سزاوار نہین

منہ سے کہتے تو یہ سب کہہ گئی پر وہ ادری قبنگ ۔ غیر کی نام سے فق ہو گیا رخسار کا رنگ

اشک بھر لا کے یہ آخر کو کہا ہو کے تنگ ۔ غیر کا نام سنے کسکو گوارا ہے یہ ننگ

ہو نہو کوئی ہی اس بات سے کیا کام ہمین ۔ یہی جھگڑا ہی تو دم بھر نہیں آرام ہمین

سوچکر پھر یہ کہا اب نہ کچھ اظہار کرو ۔ نیکا چھوڑا ہے یہ دل چھیڑ نہ زنہار کرو

ہم خطاوار سہی غصہ نہ ہر بار کرو ۔ آ کے مل جاؤ مگر غیر سے انکار کرو

ہم تو محکوم ہیں ان باتوں ہی کیا ہو توقف ۔ ہو نہ یہ صحبت کہیں اور کا جھگڑا ہو توقف

آئی ہی دلمیں تمھارے جو کدورت ہے عبث ۔ ہم تو آزردہ نہیں تمکو شکایت ہے عبث

ہم سا ملجائے کوئی اور یہ نخوت ہے عبث ۔ ہر ملیں غیر سے ہم ہم پہ یہ تہمت ہے عبث

ہم نہ ایسے نہ تم ایسے یہ بجا ہی صاحب ۔ پھر سبب ترک ملاقات کا کیا ہی صاحب

کہتے ہیں اب نہ جدا ہم کبھی دم بھر ہونگے ۔ دل سے تابع ہیں خلاف آپ سے کیونکر ہونگے

ہم وہیں ہونگی جہاں آپ کے بستر ہونگے ۔ اب قدم راہ اطاعت سے نہ باہر ہونگے

جانی دو دلمیں سمائی ہو اگر بات کوئی ۔ ترک کرتا نہیں مر نکی ملاقات کوئی

عذر مقبول ہو موقع نہیں اعراض کا اب ۔ دیکھو اچھی نہیں آزردگی غیر سبب

شان اللہ کی قدرت کے تماشے ہیں عجب ۔ ذرّے رہتے تھے جو ہمسے وہی ہیں ہیں غضب

واہ واجامے سے باہر کوئی آنا بھی ہو ۔ ہم خوشامد کریں اور آپ بے پروا بھی ہو

غیر سے ملنے کا آتا ہے کوئی دل میں خیال ۔ بدگمانی ہے فقط آپکی بیجا ہے ملال

دل سے ہم صاف ہیں اللہ پہ روشن ہے حال ۔ اپنی نزدیک ہے کیا مال کوئی صاحب مال

شاہزادہ ہو اگر دھیان میں کب لاتے ہیں ۔ جھوٹ سمجھو نہ مسلمان ہیں قسم کھاتے ہیں

ہم نے دیکھا کہ دبا باتوں میں ہم سے وہ شریر ۔ دام میں اور ہوئی مرغ خوش الحان کی صفیر

منہ بنا کر یہ کہا خوب نکالی تقریر ۔ پہنے اوروں کے پھنسانے کو یہ ایما تزویر

اتفاق آپکے باطن سے نہیں ظاہر کو ۔ منہ دیکھے کی باتوں پہ ہے کس کافر کو

خیر ہے آپکے وعدوں کا یقین ہے کس کو ۔ صادق القول ہو یہ ذہن نشین ہے کسکو

صبر عشاق میں اب تاب چین ہے کس کو ۔ مجھے موقوف نہیں داغ نہیں ہے کس کو

دل سے ہی تیغ میں صید جاتے ہیں ستار کیطرح ۔ صاف پھر جاتے ہو دم بھر میں پانی کیطرح

کل کی ہی بات کہ کچھ بھی نہ آتا تھا تمھین
ایسی بگڑی تھی کہ ہر ایک بناتا تھا تمھین
جو کوئی چاہتا تھا دام مین لاتا تھا تمھین
چٹکیوں مین سر تقریر اوڑاتا تھا تمھین

باتین اکھڑی ہوئی کرتی تھی زبان صاف نہ تھی
بال الجھے ہوئے تھی جیسی ہو باف نہ تھی

شانہ آشفتۂ گیسوی سیہ فام نہ تھا
آئینہ حیرت روی سحر دستان نہ تھا
سرمہ و غازہ کہان انکا کہین نام نہ تھا
کنگھی چوٹی سے کسی وقت تمھین کام نہ تھا

کیسی خوشبو سے نہ پھولون کی بسی رہتی تھے
بند انگیا کی نہ یون چست کسی رہتے تھے

سارے معشوقی کے انداز سکھائے ہم نے
طور محبوبی کے جتنے تھے بتائے ہم نے
چار چاند آپ کو دیکھو تو لگائے ہم نے
ناز بردار بنے ناز اٹھائے ہم نے

ناز و انداز مین شوخی مین سلیقہ آیا
دلفریبی کا جو ہوتا ہے طریقہ آیا

اب جو معشوقی مین تم نام خدا طاق ہوئے
ہر طرف دھوم ہوئی شہرۂ آفاق ہوئے
نئے غمزون کی نئی عشوون کی خلاق ہوئے
ہر طرح دل کی لگا لینی مین مشاق ہوئے

چھوٹی غیرون کی سخن تم نے در گوش کیے
جتنے احسان ہمارے تھے فراموش کیے

یاد ہی غیر و بسنی ہوتی تھی اشارے نہ کبھی — درد سر گرد ھلکتا تھا تمھارے نہ کبھی

ہرزہ گردون کو میسر تھی نظارے نہ کبھی — پاس سے آپ سے کہتے تھے ہمارے نہ کبھی

قریب آ نہین سکتی ہین خدا کی قدرت — دیکھنے کو بھی ترستی ہین خدا کی قدرت

خواب مین دیکھ نہ سکتے تھی تمھین جو اے ماہ — انکو صحبت بھی میسر ہے انھین سے تمھین کام

وہ تو ہم بزم ہون مشکل ہو ہمین ایک نگاہ — تاب گیا جی نہ رہا ضبط کا یارا واللہ

اب نہین ہی ہمین ملنے کی ہوس سے راہ بھی لو — گریبان پھٹی ہی کرو اور رو لیس گی دھمی

ہم بھی ہین صاحب غیرت رہین کب تک غمناک — نیکی سونے کی جو ایک و تو سمجھین تمھین

مفت کس واسطے ہم جان کرین اپنی ہلاک — بیوفاؤن سے نہین ہی ہمین منظور نباہ

پائی الفت کی سزا دم مین آ جینگے کبھی — جائیے جائیے اب منہ نہ لگائینگے کبھی

نکلے ہم سے یہ امیر اسکو رہا پھر نہ قرار — چوڑ کر ہاتھ گرا پاؤن پہ وہ لالہ عذار

جوش دل سے ہمین کچھ بن نہ پڑی آخر کار — آگیا رحم کیا سر کو اٹھا کر اسنے پیار

رنج سب دور ہوئے عیش کے ایام آئے — تھے عیان ہی کہ ہمی جو کبھی کام آئے

غبارِ طبع ۱۲۸۴ھ

سچ ہی جہان مین تم سا کوئی بیوفا نہین
اس بی مروتی کی کہین انتہا نہین

انصاف جسکو کہتی ہین تم مین ذرا نہین
اسپر ستم جو قابل جور و جفا نہین

آغازِ عشق مین کہو اقرار کیا نہ تھے
بیگانہ اب یہ ہو کہ کبھی آشنا نہ تھے

لازم ہی پاس قول کا کیا ہے یہ ماجرا
کسکی طرف سے کہیے تو اظہار شوق تھا

پیغام کسلیے آتے تھے ہر صبح ہر مسا
کہتے تھے کس زبان سی تم پر ہین ہم فدا

کیا یار کی نگاہون نی فتنہ بپا کیا
الفت جتا جتا کے ہمین مبتلا کیا

بھیجے پیام سیکڑون الفت کی چاہ کے
آئے سلام شوق جہت راہ راہ کے

گھیرا ہمیشہ حلقے مین زلفِ سیاہ کی
پھندے سنائے آپ نے نازِ نگاہ کے

دشمن ہوے ہے جو ہمکو زمانے سی کھو چکے
تدبیرِ قتل کی جو گرفتار ہو چکے

ہم تو وہ تھے جو جور پہ کرتے نہ تھے نظر
بزم خیال مین بھی نہ پریون کا تھا گذر

آشنا نہ جانتے تھے حسین رہتے ہین کدھر
کسکو دماغ تھا کہ یہ لے مول درد سر

واقف نہ تھے کسی کے سلام و پیام سے
نفرت تھی اپنے دل کو تعشق کے نام سے

جادو کیا کہ تم نے اڑائی ہماری ہوش
افسون کیا کہ عشق کا پیدا ہوا یہ جوش

دیکھا نہ کچھ سنا ہے ہوے بند اپنے چشم و گوش
کیسا چراغ عقل ہمارا ہوا خموش

جاتی تھی کس طریق پہ کس سمت پھر گئے
رکھتے ہی پانون چاہ محبت مین گر گئے

یا عاشقی کی نام سے چڑھتی تھی تپ ہمین
کچھ سوجھتا نہین ہے بجز عشق اب ہمین

آتا ہے آپ چال پر اپنے عجب ہمین
انداز ضبط بھول گئے سب کے سب ہمین

شفقت نے ہم کو مورد رنج و تعب کیا
رحمت نے قہر لطف نے ہم پر غضب کیا

جو کچھ کیا تمھاری لگاوٹ نے یہ کیا
اب تو پھنسے ہوا جو ہوا خیر کیا گلا

تقدیر تھی کہ تم سا ملا یار بے وفا
منظور حق یہی ہو تو بس آدمی کا کیا

اپنا قصور فہم کچھ اے مہربان نہین
اللہ کے سوا تو کوئی غیب دان نہین

سمجھے تھی جسکو یار وہ نکلا ستم شعار — کیا جانئے تھی جان دل میں نہان ہی خار

بزم طرب مین رکھکی قدم دل ہوا فگار — آئینہ ہو گیا ہمین شمشیر آبدار

بیمار کی قضا ہو تو اکسیر کیا کری — تقدیر جب یہ ہو کوئی تدبیر کیا کری

جو کچھ ہماری طالع واژون مین یا نصیب — چارہ نہین دوا مین اگر زہر دی طبیب

تم کیا جہان مین اور بھی ہین بیوفا حبیب — خندان ہین پھول باغ مین نالان ہی عندلیب

سچ ہی یہ طریق مہر و محبت کا ہی برا — تم کیا کرو کہ نام ہی الفت کا ہی برا

ہان ایک بات کہتی ہین خوش ہو کہ تم خفا — سمجھو بغور اس کو اگر فہم ہے رسا

عاشق کہین نہ پاؤ گے تم ہم سا باوفا — پچھتاؤ گے کروگے اگر ہم کو تم جدا

تم سی بہت ہین شاہد رعنا جہان مین — ہم سا کہان ہی عاشق شیدا جہان مین

مردم شناس چاہیے انسان ذی شعور — آوازہ ہی ہماری شرافت کا دور دور

شاعر ہین باکمال ہین کچھ پاس ہی ضرور — عالم مین ہین ہماری بہت قدردان حضور

تمکو جو ہی یہ دھیان کہ ہم انتخاب ہین — ہمکو بھی ہی خیال کہ ہم لاجواب ہین

اسیر بندے ہین تم کو خیالات اور اور | کیا سفلہ طینتی ہی یہ کتنے برے ہین طور
دکھلا رہی ہی کیا فلک کج مدار دور | جنت مین اشتیاق جہنم کرو تو غور
ہین گرمیان نہین ہے جو ٹھنڈی ہی سرد ہین | منظور ایسی راہ ہے جو کوچہ گرد ہین

کہتے ہین صاف صاف تغافل شعار ہو | حرمت کا کچھ خیال نہین بے وقار ہو
کل تمکو کیا کہین کہ گناہون مین خوار ہو | آگے بڑھین تو لائق زنجیر و دار ہو
رندی مین نام آپکا بازار تک گیا | جو کچھ کہین بجا ہے کلیجہ تو پک گیا

سوغات کوئی بھیجے تو دل سی قبول ہو | دامن کرو دراز اگر ایک پھول ہو
نامہ کسی کا آئے تو فرحت حصول ہو | بیہودہ ہو ذلیل ہو کتنے فضول ہو
دل باغ باغ تحفۂ عطر بہار سے | پھولے نہین سماتے ہو پھولونکے ہار سے

آنکھین ہین چشم روزن دیوار سے بہم | بالائے بام گشت کرو دن بسے جو ہم
اور ان پہ لطف ہم سی رکھائی ستم ستم | قدرت خدا کی وہ تو ہون اچھی برے ہو ہم
سمجھے تم اس کو رام کہانی غضب کیا | عاشق کی قدر خاک نہ جانی غضب کیا

نہ بھی کوئی طریق ہے نہ بھی کوئی ہے راہ
دل ہے کسی طرف تو کسی سمت ہے نگاہ

فرقت سے حال عاشق شیدا تو ہو تباہ
عیش و طرب میں تم رہو مصروف واہ واہ

پھر جائے آنکھ بھی تو کرم کی نظر نہ ہو
اپنی تو جان جائے تمھیں کچھ خبر نہ ہو

بھیجیں پیام ہم تو اُسے ہنس کے ٹال دو
کھاری کنوئیں میں نامہ جو لکھیں تو ڈال دو

کھینچو کسی پہ تیغ غضب ہم پہ ڈھال دو
بھیجیں جو ڈالیاں تمھیں تو ناخن نکال دو

ہر بات میں بگاڑ ہے الفت یہ چاہ ہے
ٹیڑھی ادا ہے آپ کی ترچھی نگاہ ہے

اک دن وہ تھا کہ رہتے تھے راتوں کو ہم کنار
تمکو کبھی بغیر ہمارے نہ تھا قرار

دونوں طرف سے چاہ تھی دونوں طرف سے پیار
پھرتے تھے گرد تم بھی جو ہوتے تھے ہم نثار

ہر وقت اختلاط سے گردن میں ہاتھ تھے
سائے کی طرح روز مرے ساتھ ساتھ تھے

اک دن یہ ہے کہ نام کو الفت نہیں ذرا
آئے جو ذکر بھی کہو عاشق ہے کیا بلا

سونے لگی ہو شب کو چھپر کھٹ پہ بھی جدا
پڑ جائے چھینٹیں جو جائے ادھر کی بھی ہوا

پوچھا کبھی نہ سیکڑوں صدمے گزر گئے
اللہ ایسے دل سے تمہارے اتر گئے

اچھا مقام رنج نہین کیا مضائقہ
رہیے ہمیشہ چین بچین کیا مضائقہ

یان بیقرار قلب حزین کیا مضائقہ
دور آسمان سخت زمین کیا مضائقہ

لینگے اپنی داد کسی دن کھڑے کھڑے
جلدی نہین ہین ہاتھ خدا کی بڑی بڑے

دیکھا ہوا زمانہ ہی نادان نہین ہین ہم
سمجھے ہوے تھے پہلے ہی یہ آپ کے ستم

جھیلی کڑی اٹھائی جدائی مین غم پہ غم
آخر رہی نہ تاب کہ آیا لبون پہ دم

یان بھی کسی سی وصل کی وعدے ٹھہر چکے
تدبیر ہم بھی جان بچانے کی کر چکے

ہمکو جو ہی خیال کہ ناآشنا ہین ہم
ہم جانتی ہین تم سی کہین بہ بلا ہین ہم

سمجھے ہو تم کہ حسن مین جادو ادا ہین ہم
کہتی ہین ہم کہ عشق مین معجز نما ہین ہم

کامل ہین ہوشیار ہین ہر ایک رنگ مین
ہم صلح مین ہین آپ سی باہر جنگ مین

ہنستی ہوی جو آؤ تو باغ و بہار ہین
لو نوک کی جو ہم سی ذرا ہم بھی خار ہین

گرمی مین تم ہو شعلہ تو ہم بھی شرار ہین
ہو مہربان تو آپ کی خدمتگار ہین

اہل صفا سی اپنی طبیعت مگر لگی نہین
سرکش سی آج تک کبھی گردن جھکی نہین

فضل خدا ہے رحمت پروردگار ہے — تسکین قرار بھی ہے جو دل بیقرار ہے

ہر بوستان مین بعد خزان کے بہار ہے — نعم البدل کوئی صنم گل عذار ہے

رنج فراق ہم نے کسی شب سہے نہین — بستر پہ آج تک کبھی تنہا رہے نہین

تقدیر سے ملا ہے وہ محبوب نوجوان — خوبان ہین تو کٹتی شرم سے زبان

ہین سازوار بخت موافق ہے آسمان — غمگین ہوئے تھے جتنے ہوا اتنی شادمان

دل کو کسی حبیب کی تمنا نہین رہی — تم کیا ہو ہم کو حور کی پروا نہین رہی

ہم چشم اس سے کیا کوئی صاحب جمال ہو — وہ ماہ چاردہ ہے اگر تم ہلال ہو

سچ کہتی ہین جو جھوٹ کا دلمین خیال ہو — دکھلا بھی دین جو غیر تمھارا نہ حال ہو

چمکا ہوا ستارۂ بخت سعید ہے — ہر شب شب برات ہے ہر روز عید ہے

ہر روز بزم عیش کی تازہ ہین نت ڈھنگ — سجتا ہے بام پر شب مہتاب مین پلنگ

انکا شباب اپنی جوانی کی ہے امنگ — کھینچتے ہین نقشۂ وصلت کے خوش رنگ

سوتی ہین شب کو ہاتھ گو گردن مین ڈال کر — گل چھرّے روز اوڑاتی ہین جوبن سنبھال کر

راحت نصیب شام سے وصلت ہی تا سحر — تکیے کی بدلے یار کا بازو ہے زیر سر

ہیں خانماں نہیں ہیں کہیں دلبر اسکی گھر — باتیں ہیں دلبری کی محبت کی رات بھر

آنکھ اپنی مثل قبلہ نما سوی دوست ہے — سجدہ پسند کعبۂ ابروی دوست ہے

کٹتی ہے کس مزے سے ہماری مدام شب — ہوتی ہے روز باعث عیش دوام شب

چہرہ ہے بدر گیسوی مشکین کا نام شب — رہتی ہیں اختلاط کی باتیں تمام شب

اب کہتی ہیں کہ تم سے تو شمس و قمر نہیں — کہتے ہیں کیا وہ دل ہیں تمکو نظر نہیں

حسن و جمال میں غرض اس کی کلام کیا — اسکے سوا کسی سے رہا ہم کو کام کیا

تم کیا تمھاری لعل و رخ سرخ فام کیا — ذرے کا آفتاب کے آگے مقام کیا

سمجھو نہ سمجھو اسکے مقابل نہیں ہو تم — بولو نہ بولو بات کے قابل نہیں ہو تم

آؤ نہ آؤ پاس رہو یا جدا رہو — اب کیا غرض ہے خوش ہو تم یا خفا رہو

روئیں گے ہم کبھی نہ جہاں جا ہو جا رہو — یکساں ہے اب ہمیں نہ رہو گھر میں یا رہو

نفرت ہے تم سے دل میں نہایت غبار ہے — پروا نہیں ملو نہ ملو اختیار ہے

سنکر مرے کلام وہ حیرت مین آگیا — رخ پہ عرق وفور خجالت مین آگیا
رخ چاند سا محاق کدورت مین آگیا — مہر جمال پہ دُہ ظلمت مین آگیا
مضطر ہوا حواس گئے صبر کھو دیا — کی ایسی چھیڑ مین نے کہ آخر کو رو دیا

رونے پہ دل بھر آیا ہمارا ابھی ایک بار — رنگ سخن بدل کے کہا واہ گل عذار
کہتے تھے تم تو یہ کہ بڑی ہم ہین ہوشیار — یارونکے شعبدے نہوے تم پر آشکار
سمجھو تو سہل کو دن سی مشکل نہ ہو سکے — اتنی کڑی سے تم تحمل نہ ہو سکے

جو کچھ کہا یہ ہم نے سراپا غلط غلط — معشوق غیر اے گل رعنا غلط غلط
یہ ذکر یہ کلام یہ چرچا غلط غلط — باتین بنائین ہم نے یہ کیا کیا غلط غلط
جو کچھ کہا ہے اسکی حقیقت ذرا نہین — باتین ہین سب یہ کوئی تمھارے سوا نہین

سنتی جو یہ کہا رخ جانان ہوا بحال — شاداب شل گل نظر آیا وہ نونہال
زائل ہوا وہ دلمین جو آیا تھا کچھ ملال — اتنا کہا زبان سے کہ کی تم نے خوب چال
جتنی تھی عمر بس ایک ہی فقرے مین کٹ گئے — ہم بھی بڑھا کے ہاتھ گلے سے لپٹ گئے

صد شکر اے امیر ہوئی صلح یار سے
امید ہے یہ رحمت پروردگار سے

پائی نجات گردش لیل و نہار سے
چھوٹے نہ کوئی دوست کسی دوستدار سے

عاشق کو کیا جدائی محبوب شاق ہے
جنت وصالِ یار جہنم فراق ہے

دائرہ ادبیہ
لکھنؤ

برائے دُرد کشے جرعۂ برائے خدا

بادۂ مینائی کے متوالو! جام پہ جام اُڑائے، ساغر پہ ساغر چڑھائے، شیشے کے شیشے خالی کیے، خم کے خم لنڈھائے، مست ہوئے سرشار ہوئے، دُنیا سے بیخبر ہوئے، مافیہا سے بے نیاز ہوئے، اور ایسے ہوئے کہ حریفانِ بادۂ پیماں تک کو فراموش کر بیٹھے، اپنے دُرد آشام کے لیے ایک گھونٹ بھی نہ چھوڑا، خیر! جو کچھ کیا، اچھا کیا! لیکن اب عالمِ خمار ہے اور اس تشنہ کام کی خشک باتیں۔ وہ کیا کہے گا؟ آپکو بہکنے کا الزام دیگا! تاقیامت محوی کی ساقی گری کا حرف رکھے گا، ان کی جا و بیجا شکایت کریگا کہ مجھ سے تنگ ظرف کو بھی نہ چکھایا گیا! جسکے لیے قطرہ ایک دریا اور حباب ایک قدح ہے! امیر میکدہ کی

شان مین گستاخی کرے گا آپ کو ہیچ و برباد بنے والی آتش حیات کو دو آتشہ نہ کہے گا اس مین ایک تیغ کی کسر بتائے گا، بیباک بنے گا، گستاخ بنے گا، "بے ادب بے نصیب" کا واجبی مصداق و سزاوار کہلائے گا۔

یہ تو دنیا جانتی ہے کہ وحشی یزدی نے صنف مثنوی مین "واسوخت" کی ایک نئی شاخ نکالی ہے جو زمینِ فارس مین چندان برگ و بار نہ لاسکی۔ البتہ ہندوستان جنت نشان کی خاک اور آب و ہوا مین زیادہ پھبکی، خوب ہی پھلی پھولی اور ایک تنے کی حیثیت حاصل کر لی۔

اردو مین پہلے پہل ہمارے بادشاہ سخن میر تقی میر نے اسکے سر پہ تاج گل رکھا۔ آزاد مرحوم فرماتے ہین:۔

"واسوخت دو ہین" اور کچھ شک نہیں کہ لاجواب ہین اہل تحقیق نے فغانی و وحشی کو فارسی مین اور اردو مین ان کا (میر) واسوخت کا موجد

تسلیم کیا ہے!!

مبصر آزاد نے میر کی دو واسوختین دیکھین اتفاق کہ میری آنکھون کو چار نظر آئین، اب چاہے مجھے احول کہو چاہے اُنھے اسمجھو۔

سودا کی ہمہ گیری کب اجازت دے سکتی تھی کہ باغ سخن کی کوئی شاخ کیا معنی کوئی پتی بھی نظر انداز ہو جائے امیر اگر ڈال ڈال ہون تو یہ پات پات، انھون نے بھی واسوخت لکھکے اُردو مین اور آگ لگائی۔

رہا تقدم و تاخر، میر و مرزا سے ہمپایہ ہمعصر اُستادون مین جیسا کچھ رہا ہوگا اُسکا اندازہ آپکے قیاس پر ہے۔

اِن کے کسی معاصر نے بھی ممکن بلکہ ضروری ہے کہ کوئی گلِ رنگین اس شاخ مین کھلایا ہوگا۔ مجرم تخلص ایک صاحب جن کا نہ نام معلوم ہے نہ کچھ حال، خدا بھلا کرے زبان کا، یہ بہتر سے راز طشت از بام کرتی اور بہت سے عقدے کھولتی ہے۔ اسکی گواہی ہے کہ یہ ہونہ ہون

میر و سودا کے ہم بزم ہون - ان کا ایک واسوخت نظر افروز ہے -
ایک جگہ فرماتے ہین ؎

ورنہ تیر آہ کا ظالم نپٹ ہوتا ہے بُرا   پاس کر اپنے کلیجہ کا، مرا مان کہا

نپٹ یعنی بہت - ختم واسوخت کا بند ہے ؎

کس سے سیکھا ہے تو عاشق کا جلانا کافر   کہے میرے کے تئین تو نے نہ مانا کافر
قدر مجرم کی کیا، جان نہ جانا کافر   اپنے عاشق کے تئین اتنا ستانا کافر
کہہ چکا آگے اب کہتا ہون آ چھوڑ دے جو
ورنہ دلدار کر دن تجھ سا کوئی ڈھونڈھ لے وہ

انداز بیان بتا رہا ہے، زبان برملا کہہ رہی ہے کہ یہ سابقین مین سے ہین
مرزا مظہر جان جانان، خواجہ درد، خواجہ اثر، میر سوز وغیرہ ہم
مشہور اساتذہ نے دیگر اصنافِ سخن کی طرح اپنے باغ مین اس کی بھی قلم
نہ لگائی لیکن اردو شاعری کے ساتھ ساتھ واسوخت کی آگ بھی پھیلتی

اور عالمگیر ہوتی گئی۔ ''ہر کہ آمد بران مزید کرد''

پھر شیخ عظیم آبادی جرأت، میر صاحب کے صاحبزادے میر کلو عرش، سودا کے شاگرد منشی سدا سکھ نثار دہلوی اور خدا جانے کس کس نے ادھر عنان توجہ منعطف کی اور واسوختین لکھین۔ بعد ازان مرزا قاسم علی رقت شاگرد جرأت، طالب علی خان عیش شاگرد مصحفی اور مومن خان وغیرہ نے اپنی اپنی گلفشانیون مین سے کچھ پھول اسکے بھی نذر چڑھائے۔

پھر وہ دور آیا جس مین ''واسوخت'' کا تسلط تمام ملک سخن پر ہوگیا اور یون سمجھا جانے لگا کہ جس سے واسوخت یادگار نہ رہے وہ ایک صنف کلام سے بے بہرہ ہوگا اور اسکی قدرت سخن محدود۔ اچھے بڑے چھوٹے بڑے سب شاعرون نے اپنا لوہا منوانے کے لیے جہان اور اور اصناف مین طبع آزمائیان کین وہان اس کوچہ مین بھی اپنی اپنی بساط و حیثیت کے موافق جولانیان دکھلائین۔ آخر کار یہ مضمون اس قدر

پامال ہو گیا کہ آج واسوخت بدمذاقی و ابتذال کے مرادف سمجھا جاتا ہے

اگرچہ اسمین کچھ شائبۂ خوبیِ تعلیم بھی ہے!

اسکی گرم بازاری مین برق، بحر، امانت، رند، آباد، نواب مرزا شوق،

سحر، قلق، امیر، حکیم حضرت اسیر کے صاحبزادے رعنا شاگرد غالب

شیدا جولان شاگردان آتش، جواہر سنگھ جوہر شاگرد خواجہ وزیر،

طوطارام شایان، قدر بلگرامی عاشق، صاحب بہار ہند عیش

شاگرد خاص میر کلو عرش واللہ اعلم اور کن کن شعرا نے جن کا نہ اس وقت

نام ہے نہ کلام، (خاک مین کیا صورتین ہونگی جو پنہان ہو گئین) جواہر افکار کو

خریداروں کے سامنے پیش کیا اور نقد تحسین وصول کیا۔ اپنے اپنے مال کے

---

۵ محاورات اردو مین یہ بینظیر لغت ہے، صرف الف کی ردیف تک اشاعت ہوئی

وہ بھی ناقدری کے ہاتھون بُری طرح۔ بہار عجم کے طرز کے پر ہے اور اب کمیاب ہے؛

دائرہ مین اس وقت تک چند نسخے ہین ۱۲

دام پا لے۔ اور سب تو خیر لیکن آمانت اس بیوپار مین لکھ پتی ہو گئے اور میر، سودا، میر حسن، نسیم، انیس وو بیر کی طرح سرمایہ دار بن گئے۔ خدا کی دین جسے جو چاہے دے اور جس طرح چاہے دے۔

ہم آپ آج بیٹھ کے رائے زنیان خیال آرائیان کرتے ہین وجہ شہرت اور اسباب قبول کا سراغ لگاتے ہین، زمانہ کو مبتذل اور اہل زمانہ کو بد مذاق ٹھہراتے ہین، ہنستے ہین، ان کی ہنسی اڑاتے ہین اور صد حیف کہ انھین اپنے لیے باعث ننگ خیال کرتے ہین، یہ سب طفلانہ کوتہ نظری کے نتائج ہین۔

ریختہ مین ریختی کا بیان نہ بے محل ہے نہ وہ سوختون مین دلسوختی کا ذکر بیجا ہو سکتا ہے بلکہ اس سے قطع نظر ایک قابل گرفت امر ہوگا۔

سعادت یار خان رنگین اور سید انشا نے خدا جانے ریختی کو آتشکدۂ دلسوختہ کی سیر کرائی یا نہین ؟ لیکن میر یار علی جان صاحب کے گھر یہ آگ

پہونچ کے رہی، اور کمبخت جان ودل مین دوڑ گئی۔ میر صاحب نے صرف کو "واسوختی" نگاری کا فرض انجام دینا پڑا رعایت لفظی کا لحاظ خاص ہے اسے امانت کا تتبع کیجیے یا اس زمانہ کا عام دستور اور پسندیدہ طرز سمجھیے۔ باقی وہی اپنا بیباک شوخ رنگ ہے جس پر نگاہ نہین جمتی۔ اللہ اللہ! کیا بیفکری تھی، کیا زندہ دلی تھی!!

دنیا اور دنیا کی ہر چیز، اعتدال کا نام ہے، اسکے عناصر وارکان سے جہان یہ جوہر مفقود ہوا آثار فنا مرتب ہونے لگے۔ کیا عیش کیا مصیبت! کیا زندہ دلی کیا زار نالی، کیا بیفکری کیا فکرمندی، بلا استثنا سب ہی کو اس قانون کے آگے سر جھکانا پڑا ہے۔

مبصر ناظرین! اسی قانونی عینک لگا کے واسوختون پر نظر ڈالیے! واسوخت نگاری کی ابتدا و انتہا دیکھیے! اسکی مختصر تاریخ کا مطالعہ کیجیے! ابھی کل کی بات ہے کہ اسکی کیا گرما گرمی، اور کیسی بھرمار تھی آج ایسی بربادی

طاری ہے کہ اچھے اچھے واقف کار بھی یہ نہین جانتے کہ شعراکی مشاقی وطبع آزمائی کا یہ ایک مستقل جولان گاہ تھا، کسی کو اتنا بھی نہین یاد کہ

کبھی فتراک مین تیرے کوئی نخچیر بھی تھا

کلام آسیر مینائی کی خواص وعوام مین جو مقبولیت اور اس وقت مانگ ہے، اسے مروجہ دواوین کے اڈیشنون کی مسلسل اشاعت سے پوچھ لینا چاہیے، لیکن عوام کو چھوڑ خواص بھی کتنے ہین جو مرحوم کی واسوختون سے آگاہ اور ان سے آنکھین سینکنے کے آرزومند ہین؟

ملے اعتدالیون سے شبک سب ہین ہم ہوے
جتنے زیادہ بڑھ گئے اتنے ہی کم ہوے

دائرۂ ادبیہ کا انھین منظر عام پر لانا پسندیدگی وامتنان کی نظر سے دیکھا جائے یا بیوقت کی شہنائی کہا جائے یہ ناظرین کرام کے حسنِ طبع اور خوبیِ نظر کے حوالہ ہے۔

کلام امیر کے محاسن اپنے اپنے فہم و فراست کے موافق یون تو
ہر ایک جانتا اور سمجھتا ہے۔ لیکن دیگر اساتذہ و معاصرین کے مقابلہ
مین اس کے جوہر اور زیادہ کھُلتے ہین۔ جی چاہتا ہے تماشاے نظر کا
کچھ سامان اور بہم پہونچاؤن۔ اور چند شعرا کی واسوختون کے بعض مقامات
اور بعض بعض بندون کا موازنہ کرون، پھر جھجکتا ہون کہ یہ کام
بڑون کا ہے۔ خیر زیادہ دخل در معقولات نہ کرون گا، ہم مضمون اور
ہم مقام بند مقابلہ مین پیش کردون گا۔

میر ایسے جہان اُستاد سے بسم اللہ کرتا ہون جنکی واسوخت کے متعلق
آزاد ایسے نقاد کی یہ راے ہے:۔

دو خاص خاص محاورون سے قطع نظر کرین تو آج تک اس
کوچہ مین میر صاحب کے خیالات و انداز بیان کا جواب نہین"

میر و امیر دونون معشوق کی بیوفائی، بے اعتنائی کا الزام اسے

دے لیے ہین ۔ اور یہ جتا لیے ہین کہ پہلے تم کچھ نہ تھے ہم نے سب کچھ بنایا
اب ماشاءاللہ ہر بات مین طاق اور شہرۂ آفاق ہوے تو ہم کو بھلا دیا
ہم کچھ نہ رہے ۔ تقویم پارینہ ہوگئے ۔ نئے نئے دوست نئے نئے چاہنے والے
پیدا ہوگئے ۔ غیر اپنے بنگئے اور اپنے غیر ! یہ انقلاب !!

میر

(واسوخت کی تمہید مین سے ہی)

یاد ایام کہ خوبی سے خبر تجکو نہ تھی
سرمہ و آینہ کی اور نظر تجکو نہ تھی
فکر آراستگیِ شام و سحر تجکو نہ تھی
زلف آشفتہ کی شدہ دود و پہر تجکو نہ تھی
شانہ تھا نابلد کوچۂ گیسو تیرا
آینہ کا ہیکو تھا حیرتیِ رو تیرا

امیر

(ایک طولانی تمہید کے بعد)

یاد ایام کہ شوخی کا یہ انداز نہ تھا
غمزہ خونریز نہ تھا ہوش ربا ناز نہ تھا
قاتل انداز نگاہِ غلط انداز نہ تھا
برق جان سوز ترا شعلۂ آواز نہ تھا
ایسی کب گرمی بازار رہا کرتی تھی
چھیڑ کس دن لبِ دیوار رہا کرتی تھی

جتنا امیر کا زمانہ میر سے آگے بڑھ آیا ہے، زبان کے ساتھ ساتھ، طرز بیان، بندش، الفاظ کی سجاوٹ، مضمون کی رنگینی بھی اتنی ہی بڑھی چڑھی ہے۔ پھر بھی میر میر ہین، اور امیر امیر۔

میر	امیر
(مسلسل)	(ایک بند چھوڑ کے)
آگہی حسن سے اپنے تجھے زنہار نہ تھی	بھیجتا تھا کوئی مسّی کا نہ تم کو مالا
اتنی مستی سے تری آنکھ خبردار نہ تھی	تھا نہ یہ علم کہ کیا چیز ہے بُندہ بالا
پاؤن بیڈول نہ پڑتا تھا یہ رفتار نہ تھی	بول پازیب کی جھنکار سے کب تھا بالا
ہر دم اس طور کمر مین ترے تلوار نہ تھی	چڑھتے تھے نام سے زیور کے حضور والا
خون کا ہیکو یون کو چین ترے ہوتے تھے	فتنہ پرداز نہ رہتے تھے کبھی گھات مین یون
دل زدے کب تری دیوار تلے سوتے تھے	بو تلین عطر کی آتی نہ تھین سوغات مین یون

میر صاحب کہتے ہاین: تم اپنے حسن سے بیخبر تھے، آنکھین مستی سے

ناواقف تھین، نہ یون اٹھر پنے سے پانؤن پڑتا تھا نہ یہ زلزلہ فگن رفتار تھی، نہ ہر وقت کمر مین تلوار رہا کرتی تھی، نہ بانکے ترچھے بنے پھرتے تھے، نہ بنے ٹھنے رہتے تھے، تمھارے کوچہ مین آگے اس طرح کا ہیکوجون ہوا کرتے تھے، اور دیوار کے تلے دل گرفتہ کب یون بستر لگائے رہتے تھے؟

امیر کا قول ہے: تم کو اتنا بھی نہ معلوم تھا کہ اسباب آرائش کیا ہین، بندھ بالا کسے کہتے ہین؟ زیور کے نام سے چڑھ تھی۔ یہ چھما چھم کب رہا کرتی تھی؟ نہ پہلے فسادی گھات مین لگے رہتے تھے، نہ کوئی سوتین کا بالا بھیجتا تھا، نہ سوغاتین عطر کی بوتلین چلی آتی تھین؟

ایک نے حسن سے بیخبری دوسرے نے حسن افزا اشیا سے لاعلمی بیان کی ہے۔ اس مین میر امیر سے مقدم اور آگے ہین۔

ایک نے بدراہی کا سبب اغیار کی فتنہ پردازی بتایا ہے، دوسرے نے

اس پہلو پر روشنی نہیں ڈالی ہے۔ یہ روشنی طبع امیر کیلیے ہے۔ مسدس کا ہر مصرع گویا زینہ ہوتا ہے، ایک سے ایک بڑھتا اور اونچا ہوتا چلا جاتا ہے، آخری بام عرش پر پہونچ جاتا ہے، میر کے یہاں ٹیپ کا دوسرا مصرع پہلے سے بھی نیچا اور گرا معلوم ہوتا ہے۔ امیر کے پہلے بند کی ٹیپ ملاحظہ ہو جو اس سے زیادہ مناسبت رکھتی ہے ؎

ایسی کب گرمی بازار رہا کرتی تھی　　بھیڑ کس دن لب دیوار رہا کرتی تھی

امیر (مسلسل)	میر (مسلسل)
صحبتیں ہم سے تھیں جن بات کوئی اور نہ تھا	خواہش دل کی ملا کرتی تھی ہر ساعت شاد
ایک تھی ہم سے ملاقات کوئی اور نہ تھا	طبع میں تیرے تصرف تھا ہمیں حد سے زیاد
قابل حرف و حکایات کوئی اور نہ تھا	مطلقاً تجھ سے نہ مربوط تھے ارباب عناد
تھے ہمیں قبلہ حاجات کوئی اور نہ تھا	کاہیکو رہتے تھے کوچہ میں ترے شور فساد

طور پر اپنے ترے پاس ہم آجاتے تھے | سنگ اسود تھا نہ تل کعبۂ ابرو مین کبھی
حسب خواہش تجھے ہر شام و سحر پاتے تھے | کالا کا تھی نہ ترے سایۂ گیسو مین کبھی

میر کے بند مین شروع سے آخر تک یکسان سادگی اور سیدھی سادی ادا ہے۔ پہلے شعر مین اپنا بیحد دخیل ہونا ہے۔ دوسرے مین غیرون کے دخل بیجا کی نفی ہے آخری مین دن رات، صبح شام ہمہ وقت اپنے خواہش و آرزو کے موافق پایا جانا اور مطیع ہونا بیان کیا ہے۔

امیر کے یہان ایک بانکا چڑھاؤ اُتار ہے۔ پہلے یہ ہے کہ: ہمین ہم تھے، رات دن، ہمین سے صحبتین تھین۔ پھر یہ کہ: کسی سے ملاقات نہ تھی، صحبتین اور وں سے ہوتین تو کیونکر؟ پھر یہ کہ: کوئی بات چیت کے قابل ہی کب تھا، جو ملاقات روا ہوتی؟ چوتھے مصرع مین اور ترقی دیکر کہا ہے: ہمین قبلہ حاجات تھے، ساری ضرورتین، اور خواہشین ہمین سے پوری ہو جاتی تھین، ہر قسم کی دلچسپیان

ہیمن مین محدود تھین، ہر ایک بات کی سیری ہیمن سے ہو جاتی تھی پھر کسی طرف نگاہ اُٹھانے اور کسی سے بات چیت کرنیکی کیا وجہ ہو سکتی تھی۔ بعدازان ٹیپ کا بند آتا ہے جو اور رتّی طلب کرنیکے مبالغہ و استعارہ کی رنگ آمیزی سے وہ بھی حسب مُراد ہو جاتا ہے ؎

سنگ اسود تھا نہ تل کعبۂ ابرو مین کبھی   کالکا تھی نہ ترے سایۂ گیسو مین کبھی

تل کو کعبۂ ابرو کا سنگ اسود بنانا ملاش فکر ہے۔ غیرون کے دخل کو کالکا کہنا اور گیسو کا اُسپر سایہ ڈالنا نہایت بلیغ بات ہے اور یہ اُستادانہ قادرالکلامی کی باتین ہین۔

میر	امیر
(دو بند چھوڑ کے)	(چار بند چھوڑ کے)
کسدن اتنا تھا پراگندگی مو کا خیال	کب جبینی جاتی تھی پیشانی پہ افشان آگے
دو دو دن چہرہ پہ بکھرے ہی رہا کرتے تھے بال	انگلی کب اٹھتی تھی یون زیر زنخدان آگے

لعل جان بخش نہ رہتے تھے کبھو اتنے لال | عطر کب ملتے تھے لے فتنۂ دوران آگے
خوبیِ خندہ نہ لوگونکے جیون کی تھی وبال | مجلسین رنگِ مسی سے تھین نہ حیران آگے
پان سے شوق نہ تھا کیسا مسی کا مذکور | کپڑے اسطرح نہ پھولونمین بسے آتے تھے
غصہ ہو جاتے تھے سن ایسی کسی کا مذکور | بند محرم کے نہ یون چست کسے جاتے تھے

میر بالون کے پیچ مین، پریشانی مو کی تصویر کھینچتے ہین، پھر فرماتے ہین؛ ہونٹھون مین یہ لالی نہ تھی، ہنسی جان لیوا نہ تھی، پان کا شوق تک نہ تھا، مسی کا کیا ذکر۔ اس ذکر سے غصہ آجایا کرتا تھا۔

آسیر استفہام انکاری مین چند پھولون سے مرقع سجاتے اور پوچھتے ہین: پہلے افشان کب چنی جاتی تھی، زنخدان پر اُنگلی رکھنے کی ادا کب آتی تھی، عطر کب ملا جاتا تھا، مسی کے رنگ سے مجلسین کب حیران و ششدر کی جاتی تھین، اس طرح پھولون مین کپڑے کب بس بس کے آتے تھے، محرم کے بند کب ایسے کسے اور چست کسے جاتے تھے؟

میر کے یہان پانچ باتون کا مذکور ہے، امیر نے چھ بیان کی ہین اور زیادہ صفائی، زیادہ چستی، زیادہ خوبی، زیادہ توڑ جوڑ سے ٹیپ کے شعر کی کسی بندش اور قافیون کے نگینے دید طلب ہین، کیسے جڑے ہین ؟ جیسے آسمان مین تارے،

میر

(مسلسل)

تنگ پوشی سے نہ محظوظ تمھین پاتے تھے
تنگ جامے جو سیے جاتے تو گھبراتے تھے
تسکی چولی سے کبھو در پہ نہ تم آتے تھے
لپٹے دامن سے اُلٹ گھر ہی مین پھر جاتے تھے
یا تو کھنی سے ہتھیلی منھ سے چھپے رہتے ہین
یا ہر اندر ہو کہین بند کیسے رہتے ہین

امیر

(مسلسل)

بھاری پوشاک اگر ہم کبھی پہناتے تھے
یہ گران تمکو گزرتا تھا کہ گھبراتے تھے
سر جو گوندھواتے تھے تم سیکڑون بل کھاتے تھے
آینہ سامنے آتا تھا تو شرماتے تھے
شانہ بیگانہ گیسو تھا اسی سر کی قسم
نور تن ایسے نہ تھے خالق اکبر کی قسم

میر صاحب نے چست پوشاک پنھائی ہے اور آمیر صاحب نے بھاری۔ میر نے بند کا بند سر سے پانوٗن تک نذر لباس کر دیا ہے اور تنگ پوشی کے مختلف منظر پیش کیے ہین، کہین مسکی چولی دکھائی ہے، کہین لپٹا دامن، کہین پھٹی کہنی، کہین چسے (نہایت چست جسم سے چمٹے) مونڈھے۔ آخری مصرع تو بلا کا بیساختہ ہے ؎

باہر اندر رہو کہین بند کسے رہتے ہین!

"ہر وقت بند کسے رہتے ہین،" کہنا تھا لیکن مصرع اتنے مین پوٗرا نہین ہو سکتا تھا۔ کسی اور پہلو سے "کسے" جمتے نظر آتا تھا۔ اسے چھوڑ کے کوئی دوسرے قافیہ مین مصرع کہہ لیا جاتا۔ دوسرا قافیہ آتا کہان سے جو "چسے" سے ایسا درست گرہبان ہوتا، ہر پھر کے کہنا یہی اور کھپانا اسی کو تھا، پھر اب کوئی بھرتی کا لفظ آئے تو مصرع پوٗرا ہو۔ اُستادی دیکھیے کہ بھرتی آتی ہے تو کیسی خوبیان، کیسا ازدیاد مضمون اپنے ساتھ

لاتی ہے اور کیسی بے جستگی کوٹ کوٹ کے بھر دیتی ہے،

آمیر نے لباس کے ساتھ اور باتون سے بھی فراخ حوصلگی برتی ہے،

چوتھا مصرع خصوصیت سے توجہ کے لائق ہے ؎

آئینہ سامنے آتا تھا تو شرماتے تھے

حیا کی ایسی تصویر کھینچنا ہر ایک کیا اچھون کا کام نہین ہے

ایک دوسرے مقام پر اور کیا خوب کہا ہے ؎

گلِ خورشید گلستان ضیا ہے وہ جبین

آبشارِ عرقِ شرم و حیا ہے وہ جبین

ان چمن زارون کی پانچ پانچ کیاریون کی سرسری سیر سے ابھی تو

کا ہیکو جی بھرا ہو گا؟ بلکہ اسکے اختتام کا خیال و ذکر ظلم سمجھا جائیگا،

لیکن شام قریب ہے، وقت کم ہے اور دیکھنا کچھ اور بھی۔ چلیے ذرا

اس باغ کی بھی گلگشت کرین جسکے بڑے اور دُور دُور شہرے ہین،

دیکھین اپنے پرُبہار داغدار دل کی اس مین کوئی بات ہے کہ نہین اور منشی صاحب کے گلشن افکار سے ٹکر کھاتا ہے یا نہین؟

امانت

(ابتدائی چار بند چھوڑ کے)

عشق وہ گل ہے کہ دامن مین ہین جسکے سو خار
عشق وہ نخل ہے جسمین نہ لگا پھل اکبار
عشق وہ میوہ ہے جس مین نہین لذت نہ نمک
عشق وہ باغ ہے جس مین کبھی آئی نہ بہار
عشق وہ شاخ ہے جس مین نہین پتا دیکھا
عشق وہ غنچہ ہے جس کو نہ شگفتا دیکھا

امیر

(از ابتدائے حسد اغیار)

عشق عشاق کو رسوائے جہان کرتا ہے
صاحب ضبط کو سرگرم فغان کرتا ہے
چشمۂ چشم سے سیلاب روان کرتا ہے
زرد چہرہ صفتِ برگ خزان کرتا ہے
نوجوان خم صفتِ پیر کہن سال ہوے
سیکڑون باغ جوانی تھے کہ پامال ہوے

امانت نے عشق کا باغ لگایا ہے، اسے گل، نخل، میوہ، باغ، شاخ اور غنچہ بنایا ہے ان کا رنگ، بو، مزہ، خاصیت، اثر بتایا ہے لیکن اس مین

کوئی ترتیب نہین رکھی ہے کہ پہلے درخت لگاتے، پھر شاخ نکالتے،
پھر غنچہ پھر گل، پھر ثمر اپنی اپنی جگہ رکھتے۔
منشی صاحب نے عشق کے کرتوت گنائے ہین کہ رسوائے جہان کرتا
ہے، ضبط والے کو آہ وفغان پر مجبور و سرگرم کرتا ہے آنکھ سے طوفان
بہاتا ہے، چہرہ خزان رسیدہ پتے کی طرح زرد کر دیتا ہے ہزارہا ون
نوجوانون اسکے بارے سے ختم ہوگئے، سیکڑون جوانی کے باغ اسکے ہاتھون
پامال ہوگئے، ٹیپ منشی صاحب کی اپنی جگہ پر ہے، اور امانت کے یہان
پہلے چار دن مصرعون سے ڈھ چڑھکے جیسی ہونا چاہیے نہین شروع
سے آخر ایک سطح ہے اور ہموار ــ

امانت

(ایک بند چھوڑ کے)

چمن دہر مین وہ سبز قدم ہے یہ شجر

امیر

(مسلسل)

اس خزان نے کیسے پامال گلستان کیا کیا

خشک ہو سبزۂ تر سایہ مین جسکے یکسر | ہوئے برباد گل و لالہ و ریحان کیا کیا
گرم رفتار ہو گلشن مین ہوا اسکی اگر | جسم داغون سے بنے سرو چراغان کیا کیا
سرو گلزار بنے سرو چراغان جلکر | استخوان جلکے ہوے مشعل سوزان کیا کیا
رو عشق کی جو طرف منھ کبھی اسکا ہوجائے | پھونک دیتا ہے دو عالم کو حرارہ اسکا
ہو خلش خار کو گل سوکھ کے کانٹا ہوجائے | سات دوزخ نہین ہے ایک شرارہ اسکا

ایک نے داغون سے جسم کو دوسرے نے باد عشق سے سرو گلزار کو سرو چراغان بنایا ہے۔ باقی مصرعون کے چڑھاؤ اتار کا یہان بھی یہی عالم ہے۔ اور شیب مین وہی فرق وہی نسبت ماسبق ہے۔

امانت

(ایک بند چھوڑ کے)

یہ وہ دریا ہے کہ جسکے نہین ساحل کا پتا
یہ وہ ساحل ہے کہ لب تشنہ مین جسپر صدہا

امیر

(مسلسل)

یہ وہ ہے آگ پڑے اس مین تو پتھر جل جائے
طور کی طرح تر و خشک برابر جل جائے

یہ وہ طوفان ہے کہ ڈالے تہِ گرداب بلا | دامنِ موج تو کیا پانی کی چادر جل جائے
یہ وہ قطرہ ہے کہ اک پل میں بنے سیلِ فنا | پر پروانہ صفت بالِ سمندر جل جائے
یہ وہ ہے موج کہ خنجر کی روانی دکھلائے | شعلہ افگن ہو یہ بجلی تو کرے خاک سیاہ
یہ وہ ہے گھاٹ کہ تلوار کا پانی دکھلائے | جل کے اکدم میں تہِ شہرِ من افلاک سیاہ

(میرے منھ مین خاک) ایک آگ لگاتا ہے' ایک پانی کو دوڑتا ہے
ہاں نت پہلے عشق کو دریاے بے ساحل باندھتے ہین، پھر ساحل
کہتے ہین تو ایسا جس پر صد ہا پیاسے ہین - یہ طرز خوب تھا جو چوتھے
مصرع تک نبھ جاتا - پھر گرداب بلا مین مبتلا کرنیوالے طوفان سے
تعبیر کرتے ہین' جو بے کرسی حرف کی طرح اپنی جگہ سے پست معلوم ہوتا
ہے - چوتھے مصرع مین قطرہ کو سیل بنا کے پھر طوفان اٹھاتے ہین -
ٹیپ مین اور باتون کی طرح طرز ادا مین بھی زور و تغیر کی احتیاج
ہوا کرتی ہے جو اس ٹیپ مین نہین ہے یعنے پہلے چار مصرعون کی طرح

"یہ وہ ہے" "یہ وہ ہے" کا عنوان بیان یہاں بھی برقرار رکھا گیا

ہے۔(اور اس طرز پر بہت سے بندکلھ کے زورِ قلم دکھایا ہے) تاہم پہلے دونون

مضمون سے پُرزور اور چارون مصرعون سے اونچی ہے

منشی صاحب عشق کو آگ کہکر اُسکی حدت بیان کرتے ہین، کہ

اُسمین پتھر گرے تو جل جائے اور پتھر کیا معنی طور کیطرح تر و خشک

بلا تخصیص ہر شی جل جائے، اور تر و خشک اشیا ہی پر کیا موقوف ہے

پانی کی چادر تک جل جائے (جو توڑ مروڑ ڈالنے والے پانی کا ایک پر زور

حصہ ہوتا ہے) اور پانی کی چادر کیا، بال سمندر جسکی آفرینش ور

حیات ہی آگ ہے۔ بے حقیقت پروانہ کے پر کی طرح جل جائے

بعد ازان ٹیپ مین بجلی ٹھہراتے ہین، جسکی شعلہ انگنی سے ساتون

آسمان دم کے دم مین خاک سیاہ ہو جائین۔

مردان علیخان رعنا غالب کے . وہ شاگرد ہین جنکے متعلق اُردو معلی مین لکھا ہے

"آج اس فن مین تم یکتا ہو، خدا تم کو سلامت رکھے"

ان کے واسوخت اور منشی صاحب کے صفیر آتشبار سے معشوق کے سراپا کا اقتباس ہدیہ نظر ہے۔ تقابل و مشابہت کی خیال سے تقدم و تاخر اور حذف و تخفیف کو تھوڑا بہت دخل دیا گیا ہے۔

رعنا

جب یہ چاہا کہ کرون وصف سراپا مرقوم
شہرۂ حسن مضامین کی پڑی ملک مین دھوم
لیکے موجود سے افراد تھے جو جو معدوم
حسن کے فرمائشون کا سبنے کیا آکے ہجوم
ہر طرف سے مجھے آنے لگے آخر پیغام
سب نے بھیجے مجھے تشبیہ کے اکثر پیغام

امیر

دلمین اسوقت مضامین کا آیا ہے جوش
جوش مضمونکا نہین بلکہ یہ دریا کا ہے جوش
سامعین جمع ہین ارباب تماشا کا ہے جوش
قتل ہوتی ہے ہوس خون تمنا کا ہے جوش
حسن بے پردہ ہے باقی نہین جو سو اس تلک
دائرون سے ہے ستن چشم ہے قرطاس تلک

مانگ ال مانگ کے عاشق کا سینہ بھی چیرا ہ — شعرا کہتے ہین ماہ مانگ ہے سلک گوہر

کہکشان ہے شب یلدا مین کہ ظلمات کی راہ — یا کھینچا ہے محک حسن پہ کوئی خط زر

خال تابندہ ہے یہ یا کہ گہن مین ہے ماہ — یا یہ ظلمات مین جاری ہوئی نہر کوثر

جا پڑے گر دل عاشق تو بس انا للہ — کہکشان یا شب دیجور مین آئی ہے نظر

دو لڑی موتیونکی اسمین پڑی ہین پیدا — شانہ کہتا ہے زبان سے یہ نیا پہلو ہے

صبح کاذب کا شب تار مین پایا ہے جلوا — ایکے سر کی ہے قسم صبح شب گیسو ہے

اژدہا چوٹی ہے کافر ہے بلا ہے جادو — آفت جان ہے وہ گیسوی سیاہ ہین دونون

کاکلین سانپ ہین اور زلف چلیپا بچھو — دل پھنسانیکے لیے دام بلا ہین دونون

دام دلکش ہین بلا کے وہ پریشان گیسو — دیکھ لو سلسلہ جور و جفا ہین دونون

ہو گئے صید وشکاران مین حرم کی آہو — ایکسا صیاد ہین ہر چند دوتا ہین دونون

خم کاکل نے تو پھندے مین پھنسایا یہ غزال — دام الفت کے ہین آثار انھین دونون مین

آہوے چشم کو ہے زلف کا جال اک جنجال — دونون عالم ہین گرفتار انھین دونون مین

عید کا چاند ہے یا ہے وہ جبین مہپارہ | مطلع مہر تجلی ہے جبین پُر نور
اُفق مطلع انوار ہے یا جلوہ نما | کور ہے دیدۂ خورشید فلک جسکو حضور
صبح صادق ہے شب قدر کی یا نام خدا | زرد ہے مارے خجالت کے رخ شعلۂ طور
ہے مہ و مہر کا نور اسکے مقابل پھیکا | دیکھ کر شمع رخ حوری ہو کافور
حیرت تقدیر نظر آئے تہ پیشانی | گل خورشید گلستان ضیا ہے وہ جبین
آب کے رشک سے ہے آئنہ پانی پانی | آبشار عرق شرم و حیا ہے وہ جبین

بحر خوبی کی وہ موجین ہین کہ ہین چین جبین | ذرے افشان کے درخشان ہین پیشانی پہ
رشک سے ماتھے کو پکڑا پھرے ہے ہر بت چین | شعلہ آتش عارض سے اُڑے ہین یہ شرر
چاند تارے کی عجب زیب ہے ماتھے کے قرین | الف آہ جو کھنچا ہے یہ خط قشقہ نہ
ہے جبین ماہ تو وہ صاف ہے ہین عقد پروین | خال دو ہین یہ پئے دفع نظر خورشید و قمر
عرق ناصیہ کے قطرون سے یہ پیدا ہے | ذرے افشان کے جبین پر جو چمکتے دیکھے
یہ خوبی کا ہر اک ثابت و سیارہ ہے | اختر طالع خورشید پہ چمکتے دیکھے

چشم اضافت ہی ہم چشم سی مردم کو مدام | وصف وہ کیجے چشم و مژہ و ابرو کا
چشم جاناں کو بے مغز ہین کہتے بادام | جو سُنے صاحب کہے صل علیٰ صل علیٰ
نام سے نرگس بیمار کے ہو انکو زکام | موی مژگان نہین آنکھو نپہ یہ ہین دست دعا
صاد ہم اُسپہ کرین جو لکھے تشبیہ تمام | زیر محراب اُٹھائے ہین بامید شفا
وصف تھا دیدۂ خود بین کا مجھے مد نظر | جنبش ہر مژہ آفت ہی خدا خیر کرے
دھیان مین چشم تغافل کے رہی کچھ نہ خبر | نبض بیمار کو سرعت ہی خدا خیر کرے

ہین کمان ابرو خمدار بر رب کعبا | واہ کیا ابرو خمدار ہے سبحان اللہ
قاب قوسین سے ہے اُن کا برابر رتبا | قدرتی حسن کی تلوار ہے سبحان اللہ
برق دم جنبش ابروی صنم ہے گویا | ماہ نو چرخ پہ اظہار ہی سبحان اللہ
چلہ کش گوشۂ خاطر سے بھلا ہین اسے کیا | یہ کمان طرفہ دھوان دھار ہی سبحان اللہ
وہ کمان ہی تو نگہ ناوک صید افگن ہے | گر مرقع مین بھی اس تیغ کی تصویر کھنچے
لب معشوق ہو اس تیر کو یہ قدغن ہے | شر بڑھے مانی و بہزاد مین شمشیر کھنچے

حسن کی ناک ہی بینی کا کون کیا انداز — ایسا مضمون بندھے ابرو بینی کا کہ واہ
سحر مضمون مین ہے اور انکی چھب کیا ہین عجائب — نوبتین بجنے لگین سب کہین سبحان اللہ
بینی درخ مین ہے جو بینی کا نشیب و فراز — چاندنی رات ہی افشان ہے وہ گیسوی سیاہ
پست خود بینون کا ہی سامنے سب نخوت ناز — دیکھتے ہون جیسے تارے وہ گرے خوبان کا
انکی خود بینی سے عشاق کا دم ناک مین آئے — واہ کیا شکلین ہین قابل ہین یہ تصویر دیکھے
اور جو خود بین ہون وہ ناک چنے انکو چبائے — دیکھو نکلی ہی زرچہ سایہ مین شمشیرون کے

معجزہ فکر ہے یا معجزہ پیغمبر — عارض صاف مین شمس و قمر ہین دونون
طشت از بام ہے یہ مخبر صادق سے خبر — صاف آئینہ سے بھی پیش نظر ہین دونون
شق کیا آپ نے انگشت مبارک سے قمر — رنگ مین لعل صفائی مین گہر ہین دونون
یہ وہی مظہر اعجاز ہے نور انور — دو ہین شمعین کہ ادھر اور ادھر ہین دونون
ماہ دو ہفتہ دو حصہ ہی وہ چہرہ الحق — عکس اگر آئینہ مین نور فشان ہو جائے
درمیان بینی ہے انگشت ہوا جس سے شق — دیکھنے والون کو چوکک کا گمان ہو جائے

ہے کوئی نکتۂ موہوم پر پردہ کا دہن
او دہن تنگ ہن تنگی سے نہین جائے سخن

بالیقین غنچہ ہے گویا اس رنگ چمن
شرم سے چور مگر اس نے چرایا ہے دہن

برگ گل لب ہین دہن ہی جو رگ برگ سمن
پر چھپائے سے کہین چھپتے ہین ایسے بھی چلن

قافیہ تنگ ہی خاموش نہین جائے سخن
حسن دعوی جو کرے تنگ ہو مضمون روشن

پایا ذوالقرنین نے کب قطرۂ آب ظلمات
بات پوشیدہ نہین ہے سکندر ظاہر ہین

خضر رہ خضر ہوا ہاتھ نہ آیا ہیہات
ہونٹھ دونون تو گواہی کیلئے حاضر ہین

وصف دندان مین گیا جب سے مرا فکر رسا
ہر بجا دانتونکو گر انجم رخشان کہیے

فوق ہوا نور جو انجم کا تو کافور ادا اس
کیا صفائی ہے انہین گوہر غلطان کہیے

دانت لولو کا ہی جسپر وہ سی ٹوٹی ہے آس
کیا لب لعل کو گلبرگ گلستان کہیے

سخت حیرت مین ہے انگشت بدندان الماس
رنگ پیدا ہی غضب لعل بدخشان کہیے

ایک بوسہ لب دندان کا بھی لینا ہی غرور
رنگ یاقوت کا ہو لعل شکر بار مین بھی

لذت و مرغوب ہین رعنا کو گر موتی چور
جوہری کی ہے دکان ہی حسن کے بازار مین بھی

ہر ذقن غیرت جنت کا عجب سیب جنان | بالا غبغب سیمین ہو اگر جائے خیال

نخل آزاد تن لایا بچلا سرو روان | متعجب ہو کہ ہے ماہ بہ آغوش ہلال

مرکز حسن کے ہے وسط مین چاہ کنعان | لب میگون ہی گلرنگ کے مانند ہین لال

چاہ مین ڈوبا زلیخائی مین یوسف سا جوان | مست دیکھین جو غبغب تو ہون گرم مقال

یہ وہ گرداب بلا ہے کہ نہین اسکی ہے تہا | کوئی بچنے کی نہین راہ خدا خیر کرے

خضر سے کہدو کہین نوح نہ کھائین غوطا | قرب ساحل نہ ہی یہ چاہ خدا خیر کرے

اونچے شانون سے عجب شان خدا پیدا ہے | روشنی ساعد سیمین کی جو آجائے نظر

ہین آنکھون گردہ مہ سے پر بیچھے ویسے کاندھا | شب مہتاب بھی ہو چرخ پہ کونلا جل کر

ہاتھ مین یا کہ پری نے یہ کیے شہپر دا | انگلیان ایسے ہین ہونٹھے کہ کرین [illegible]

سان بلور کی ہے شاخ، کلائی گویا | انگلیان گھر مین ہو فلک تیرہ پہنچے آنکھ [illegible]

ہاتھ ہین نام خدا قدرت حق کی صورت | عرش پر جائے اگر دھوم مچائین ہونٹھے

ہاتھ گر پہونچا تو مین جو مولا ید قدرت | اہل کرسی کو بھی کرسی سے گرائین ہونٹھے

دسترس آج مری طبع کو ہی دست بخیر | واہ کیا پنجۂ پر نور ہے سبحان اللہ
لو سر دست دکھا دیتا ہون مضمون کی سیر | پنج شاخہ ہے تو تشبیہ نہین ہے دلخواہ
کون کافر ہے کہتا ہی صنم صاحب دیر | دیکھ لو پنجۂ خورشید یہ ہے پیش نگاہ
دست آویز یہ اسلام کی ہے کفر سے غیر | انگلیان خط شعاعی سے بھی باریک ہین واہ
دیکھ لو مو بمو نادیدۂ حق بین پنجا | دور ادب سے ہے جو پنج آیت نورین جیسے
لفظ "اللہ" کا لکھا ہوا ہے نام خدا | انگلی اُٹھے تو ہلالی کا قلم سے کیسے

گول گول ابھرا ہوا اونچا نکیلا سینہ | سینہ دیکھین کہ کرین اسکے گریبان پہ نظر
گنج خوبی کا ہے وہ مہر بسر گنجینہ | اور اُبھار اسپہ ہی پستان کا غضب یا یہ شر
صاف باطن کی طرح ہے صفت آئینہ | حسن کا ہی یہ اشارہ طرف شمس و قمر
حسن معراج اگر پائے تو ہو یہ زینہ | مین بھی حاضر ہون تعین نظر کا دعوی ہو اگر
حسن و خوبی سے ہین یہ دونون خزینے مملو | دیر تا چند فلک سے کسی عنوان آ تو
چشم بد دور ہین جوبن سے سراسر بھرپور | یہی گو ہے یہی میدان یہی چوگان آؤ

نئی عشرت بسے ہین سمو جیب خم ہر دو
وصف پستان کرے کیا کوئی کہ مشہور ہین

قبۂ نور کہون یا دو حباب دلجو
کہتے ہین شمس و قمر قمقمۂ نور ہین یہ

محرم آب رواں یاد جب آیا مجکو
ثمر پیش رس نخل سر طور ہین یہ

دل حبابون طرح پھوٹ بہا ہی رو رو
ہاتھ کس طرح سے پہونچے کہ بہت دور ہین یہ

برج حسن ہین کہ وہ گنبد چرخ دوران
آشنا آنکھ سے جس روز وہ انگیا ہو جائے

فلک حسن کا جوزہ ہے کہ برج میزان
طائر نور نظر سونیکی چڑیا ہو جائے

رشک نے جی سے ہوا اسید یکا آٹا گیلا
شکم صاف تو ہے حسن کا دریا نایاب

رنگ قاقم کا مکدر ہی قمر کا پھیکا
کوٹھی گھاٹ اسپہ ہے پستان جسے کہتے ہین حباب

جان سے مر مر کے اگر دیکھ لے مرمر دہ صفا
جال ہے جالی کی انگیا کہ گرے دل بیتاب

قلزم نور شکم ہ ناف ہے گرداب بلا
کسی وحشی کو رہے دھیان جو اسکا دم خواب

بحر خوبی ہے صنم اور شکم صاف حباب
نور کے بجرے وان نور کے جنگلے دیکھے

فرش ہو جائے بھرے پیٹ کو کپڑا سیماب
نور کی کوٹھیو نمین نور کے بینگلے دیکھے

کمر کلک مین آئے نہ کہین گر لچکا | طرفہ معدوم کمر جسکی عدم مین بھی ہے دھوم
بال باندھا لکھون مضمون کمر کا سیدھا | موشگافون کو یہ مقدور نہ کبھی ہو مفہوم
موشگافی سے پریشان ہو طبع شعرا | کیون نہ معدوم کمر عاشق ہون جب اسکے معدوم
پھر نزاکت کا بیان نام نہ لیجے چیتا | ہے جو یہ عشق کمر ہستی انسان معلوم
گر نہ ہاتھ آئے کہ ہو وصف کمر کو اغماض | کیون نہ معدوم ہو اس نام پہ جو مرتے ہین
خالی اک بند کی جا چھوڑ لکھون مثل بیاض | وہ کبھو یہ بھی ہین عنقا جو کمر کرتے ہین

حسرت تکیۂ زانو مین مجھے ہے گھٹنا | ران کے وصف مین ہر چند ہو شگفتہ بیان
سر بزانو اسی حیرت سے مجھے ہے رہنا | پر صفائی ہے یہانتک کہ پھسلتی ہے زبان
طور کی شمع نہین ساق کو لازم کہنا | ساق یا شمع ہے ایسی کہ نہین جسمین دھوان
پر فرشتون کے جلین ہووے پری پروانا | شمع مہتاب مین اسطرح کی تنویر کہان
ہو سکے جی پہ پڑین پیردن نہ کہین آ آکر | مثل پروانہ ہے وہ کون جو مشتاق نہین
اور مین جل کے رقابت سے ہون خاکستر | شمع فانوس مین ہے پائنچے مین ساق نہین

پاؤن پر فخر سے سر رکھتے ہین سر خیل بتان | پا ہی نازک ہی وہ نازک صفت پای خیال
گلشن دہر مین کیا خوب ہی یہ سرو روان | سجدہ کرتے ہین جسے دیکھ کے زہرہ تمثال
نقش پا قبلہ نما کہتے ہین اہل ایمان | کف پا صورت مہتاب ہی ناخن ہین ہلال
مردم چشم سے سہلاتی ہین حورین تلیان | نقش پا طرفہ دکھاتے ہین سر راہ کمال
سجدہ گاہ ملکوت اسکا ہوا پا انداز | خوبصورت یہ دم جلوہ گری بنتے ہین
ٹھوکرو نہین ہے مسیحا کا سراپا اعجاز | دیدۂ حور کبھی چشم پری بنتے ہین

وقت اور کاغذ کی تنگی نے سراپا کے جوڑ توڑ مین میرے منھ کو بیدخل کر دیا۔ دہن محبوب بنا دیا، نہ رعنائی رعنا بیانی کے لیے کسی موقع پر لب ہلا نے دیے، نہ امیر کی شیرین زبانی پہ کہین کچھ بولنے کی اجازت دی، میری نا اہلی خوش ہے، چلو اچھا ہوا اسستے چھوٹے ابھی تم ہی خدا جانے کیا منھ سے نکلتی، چھوٹا منھ بڑی بات۔
نکتہ رس سامعین طرفین کی سخن سنجیون اور کلام کی خوبیون کو

مجھ سے بدرجہا زائد جانتے ہین، نیز جو کچھ میرے دل مین ہے اُس سے
سب کے سُننے واقف ہین۔

ان پیش نظر و نظر زیب گلدستون مین، معزز ناظرین!
برای نام دو تین کانٹے بھی ہین، فطرت کے نگارستان مین ان کے
بغیر آرایش و زیبایش کی تکمیل نہین ہوتی۔

واسوخت، گنتی کے دو تین مخصوص مضامین کا مجموعہ اور ایک
تنگ دائرہ ہے۔ مکرر مضامین مین الفاظ اور جملے عبارتین مکرر ہو جانا
کوئی عجیب بات نہین - ایسے مواقع مین قادر الکلام کا کام ہے،
کہ کوئی نہ کوئی راہ نکال لے اور حرف مکرر ہونے سے بچا لے -
انیس نے ایک واقعۂ کربلا کو عمر بھر نظم کیا- ہزارون طرح لکھا،
ہر مرثیہ کی آن بان نرالی ہے -

منشی صاحب کی واسوختون مین خفیف سی ردوبدل کیساتھ کچھ اشعار مکرر ملتے ہین،

معلوم ہوتا ہے کہ کہتے وقت تو پوری توجہ اور زورِ طبیعت سے کام لیا گیا ہے، لیکن کہنے کے بعد پھر نہ اُٹھا کے دیکھی گئیں نہ نظرِ ثانی سے فیضیاب ہو سکیں، ورنہ یہ تکرار وغیرہ کچھ نہ رہتی۔ وہ سوختۂ اردو بند ۴۲ میں ہے:

دیدۂ ناف میں ہے سرمۂ کرّارِ نظر — یا کوئی ناف کو سمجھے گرہِ موئے کمر
یا شکم بحرِ لطافت ہے یہ ہے اس میں بھنور — سب سے بہتر ہے یہ تشبیہ کرو غور اگر

آئینہ پیشِ نظر ہے شکمِ صاف نہیں
عکس ہے چاہِ زنخدان کا عیاں ناف نہیں

شکایتِ رنجش بند ۵۸ میں ہے—

ناف کو سب گرہِ موئے کمر کہتے ہیں — ہم اسے حسن کے دریا کی بھنور کہتے ہیں
چشمِ عنقا بھی اسے اہلِ نظر کہتے ہیں — بھوش سب ہیچ ہے دیکھیں ہم جو خبر کہتے ہیں

یہی تشبیہ مناسب صفتِ ناف میں ہے
پرتوِ چاہِ زنخدان شکمِ صاف میں ہے

صفیر آتشبار بند ۷۹ مین ہے

حلقۂ ناف نہین ہے گرہ موی کمر   دل عاشق کے ڈبونے کے لیے ہے یہ بھنور
ذرّے کیا، حلقہ بگوش اسکے ہین خورشید و قمر   دل کو تشبیہ نئی اور ہے منظور نظر

صاف آئینہ ہی اسکا شکم صاف نہین
عکس ہی چاہ زنخدان کا پڑا ناف نہین

پورا بند کا بند اک فرا سی تغیر کے ساتھ تین مقامو نمین آگیا ہی

صفیر آتشبار کے بند ۴۳ کی ٹیپ ہی

کپڑے اسطرح نہ پھولو نمین بسے آتے تھے   بند محرم کے نہ یون چست کسے جاتے تھے

حسد اغیار بند ۴۹ کی ٹیپ ہے۔

کپڑے خوشبو سے نہ پھولو نکی بسے رہتے تھے   بند انگیا کے نہ یون چست کسے رہتے تھے

واسوخت اژدر بند ۱۰ کی ٹیپ ہی

پہلی آنکھو نمین لگاوٹ نہین یا میل نہین   ان آنکھون کو جو کر د غور کہین تیل نہین

صفیرِ آشفتہ بند ۵۵ کی تشبیب ہے

آنکھوں میں سیلِ طبیعت میں فراسیل نہیں ،، ان تلووں میں جو نظر کی تو کہیں تیل نہیں

بانگِ اضطرار کی ابتدا ہے

یاد ایام کہ شوخی کا یہ انداز نہ تھا جلوۂ حسن ادا حوصلہ پرداز نہ تھا

صفیرِ آشفتہ بند ۲۷ کے مصرعے ہیں

یاد ایام کہ شوخی کا یہ انداز نہ تھا غمزہ خونریز نہ تھا ہوش ربا ناز نہ تھا

بانگِ اضطرار از بند ۱۳

رات دن صحبت اغیار ہے اللہ اللہ گھر میں ہنگامۂ بازار ہے اللہ اللہ

بانگِ اضطرار از بند ۱۷

رات دن صحبت اغیار رہا کرتی ہے بزم میں لوگوں سے بازار رہا کرتی ہے

بہتے پانی کی طرح طبیعت کی روانی بھی بہتیری چیزیں بہا لے جاتی ہے

بانگِ اضطرار بند ۱۵ میں لفظ "قدح" کی جانذ رسیل ہو گئی ہے

خنجر ناز سے لاکھونکے گلے کٹتے ہین   شربت مرگ کے پیالے قسمت بٹتے ہین

دو ایک جگہ بھاری الفاظ بھی اس روانی مین آگئے ہین۔ واسوخت

اُردو بند ۷۵ مین ہے ؎

سیر اغیار کے باغون کی کیا کرتے ہین   روز ترطیب باغون کی کیا کرتے ہین

(ترطیب، تروتازہ کرنا) غبار طبع بند ۳۲ مین ہے ؎

رُخ چاند سا محاق کدورت مین آگیا   مہر جمال پردۂ ظلمت مین آگیا

(محاق مین آگیا یعنی چھپ گیا) اسیطرح ایک آدھ موقع پر ہلکے لفظ بھی

نظر پڑتے ہین۔ واسوخت اُردو بند ۱ مین ہے۔

ہم سے عیّار بنا آپکا کیا کہنا واہ   یہی چیلے ہین تو کیا ہوگا محبت کا نباہ

پس خوان سخن کا شتر گربہ بھی زلہ رہا ہے احسد غبار بند ۵ مین ہے

چار چاند آپکو دکھیو تو لگائے ہم نے   ناز بردار بنے ناز اُٹھائے ہمنے

محبوب علی (ناظم دائرۂ ادبیہ)

ہان ایک نگاہ غلط انداز ادھر بھی

سامانِ علم و ادب کی فراہمی اپنے حلقہ بگوش دائرہ ادبیہ کے سپرد فرمائیے، فہرست کتب طلب کیجیے۔ جو کتابین مطلوب ہون اُن کی فرمایش سے عزت بخشیے۔

خادم ناظم دائرہ ادبیہ لکھنؤ